هفت روزہ
خدام الدین
لاہور پاکستان

یا ایہا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان

مطبوعہ انجمن خدام الدین

شیرانوالہ دروازہ لاہور — فون نمبر: ۶۷۵۴۵

بانی
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

رئیس الادارہ:
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور
امیر انجمن خدام الدین لاہور

ایڈیٹر:
مجاہد الحسینی

بدل اشتراک

سالانہ ـــــ ۱۶ روپے
ششماہی ـــــ ۹ روپے
سہ ماہی ـــــ ۵ روپے

غیر ممالک

سعودی عرب:
سالانہ ہوائی جہاز ـــ ۵۰ روپے
بحری جہاز ـــ ۲۵ روپے

انگلینڈ:
سالانہ ہوائی جہاز ـــ ۶۸ روپے
بحری جہاز ـــ ۳۶ روپے

فی شمارہ ۳۵ پیسے

۱۹ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ ۲ جون ۱۹۷۲ء

کلماتِ ذکر اور ان کی فضیلت و برکت

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی !

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْکَلَامِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمام کلموں سے افضل یہ چار کلمے ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

تشریح: اسی حدیث کی ایک دوسری روایت "اَفْضَلُ الْکَلَامِ اَرْبَعٌ" کے بجائے اَحَبُّ الْکَلَامِ اِلَی اللّٰہِ اَرْبَعٌ کے الفاظ بھی نقل کیے گئے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ سب کلموں میں اللہ تعالےٰ کو زیادہ پیارے یہ چار کلمے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاَنْ اَقُوْلَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس دنیا کی وہ تمام چیزیں جن پر سورج کی روشنی اور اس کی شعاعیں پڑتی ہیں ان سب چیزوں کے مقابلے میں مجھے یہ زیادہ محبوب ہے کہ میں ایک دفعہ سبحان اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہوں۔ (صحیح مسلم)

تشریح: ان چاروں کلموں کا اجمالی مفہوم اوپر کی تمہیدی سطروں میں ذکر کیا جا چکا ہے اس سے یہ اندازہ بھی ہو گیا ہوگا کہ یہ نہایت مختصر اور ہلکے پھلکے چار کلمے اللہ تعالےٰ کی تمام مثبت و منفی صفاتِ کمال پر کس قدر حاوی ہیں بعض عرفا، کاملین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے تمام اسمارِ حسنیٰ جو اس کی تمام صفاتِ کمال کی ترجمانی کرتے ہیں ان میں سے کسی کا مفہوم بھی ان چار کلموں سے باہر نہیں ہے۔ مثلاً اَلْقُدُّوْسُ، اَلسَّلَامُ، اَلطَّاھِرُ جیسے اسماءِ حسنیٰ جو اللہ تعالےٰ کی ذاتِ پاک سے ہر عیب و نقص کی نفی کرتے ہیں سُبْحَانَ اللّٰہ کا مفہوم ان سب پر حاوی ہے۔ اسی طرح اَلرَّحْمٰنُ، اَلرَّحِیْمُ، اَلْکَرِیْمُ، اَلْعَلِیْمُ، اَلْقَدِیْرُ، اَلسَّمِیْعُ، اَلْبَصِیْرُ، اَلْعَزِیْزُ، اَلْحَکِیْمُ جیسے وہ تمام اسماءِ حسنیٰ جو اللہ تعالےٰ کی ایجابی صفاتِ کمال پر دلالت کرتے ہیں وہ سب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے احاطے میں آجاتے ہیں۔ اسی طرح جو اسماءِ حسنیٰ اس کی وحدانیت و یکتائی اور اس کی شانِ لاشریکی و بے مثالی پر دلالت کرتے ہیں جیسے اَلْوَاحِدُ الاحد وغیرہ، ان کی پوری ترجمانی کلمہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کرتا ہے علیٰ ہذا۔ اَلْعَلِیُّ، الاَعْلیٰ، اَلْکَبِیْرُ، اَلْمُتَعَالِ۔ جیسے اسمارِ حسنیٰ جن کا مفہوم و مدعا یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو جو کچھ کسی نے جانا اور سمجھا ہے اللہ تعالےٰ اس سے بھی بلند و بالا اور وراء الورا ہے۔ بلاشبہ کلمہ "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" اس حقیقت کی بہترین تعبیر ہے۔

پس جس نے دل کے شعور و یقین کے ساتھ کہا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اس نے اللہ کی ساری ثناء و صفت بیان کر دی۔ اور تمام اسماءِ حسنیٰ میں اللہ تعالےٰ کی جن ایجابی یا سلبی صفاتِ کمال کا بیان ہے دل سے اُن سب کی شہادت دے دی۔ اس لیے یہ چار کلمے اپنی قدر و قیمت اور عظمت و برکت کے لحاظ سے بلاشبہ اس ساری کائنات کے مقابلے میں فائق ہیں جس پر سورج کی روشنی یا اس کی شعاعیں پڑتی ہیں جن قلوب کو ایمان کی دولت نصیب ہے ان کے لیے یہ حقیقت بالکل وجدانی ہے۔ اللہ تعالےٰ ایمان کی یہ دولت نصیب فرمائے۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی شَجَرَۃٍ یَابِسَۃِ الْوَرَقِ فَضَرَبَھَا بِعَصَاہُ فَتَنَاثَرَ الْوَرَقُ فَقَالَ اِنَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ لَیُسَاقِطُ ذُنُوْبَ الْعَبْدِ کَمَا یَتَسَاقَطُ وَرَقُ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ۔ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے درخت کے پاس سے گزرے جس کے پتے سوکھ چکے تھے۔ آپ نے اس پر اپنا عصائے مبارک مارا تو اس کے سوکھے پتے جھڑ پڑے (اور ساتھ والوں نے وہ منظر دیکھا) پھر آپ نے فرمایا کہ یہ کلمے سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ و لا الٰہ الّا اللّٰہ واللّٰہ اکبر بندے کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتے ہیں جس طرح تم نے اس درخت کے پتے جھڑتے دیکھے۔

تشریح: نیک اعمال کی اس خاصیت کا ذکر قرآن مجید میں بھی فرمایا گیا ہے کہ ان کی برکت اور تاثیر سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ ارشاد ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ۔ (یقینی بات ہے کہ نیکیاں گناہوں کا صفایا کر دیتی ہیں) —— احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز اور صدقہ وغیرہ بہت سے اعمالِ صالحہ کی اس تاثیر کا خصوصیت سے بیان فرمایا ہے۔ اس حدیث میں آپ نے ان چار کلموں کی یہ تاثیر بیان فرمائی اور درخت کے سوکھے پتے عصا کی ایک ضرب سے جھاڑ کے صحابہ کرامؓ کو اس کا ایک نمونہ بھی دکھایا۔ اللہ تعالیٰ ان حقیقتوں کا یقین نصیب فرمائے اور ان کلموں کی عظمت و تاثیر سے استفادہ کی توفیق دے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

۱۳۹۲ھ

۱۹۷۲ء

جلد ۱۸ ★ شمارہ

مندرجات

رئیس الادارہ

جانشین شیخ التفسیر

حضرت مولانا عبید اللہ انور

مدظلہ العالی

مدیر

مجاہد الحسینی

ولی خاں پر قاتلانہ حملہ!

اگر کسی ایک رہنما کو بھی نقصان پہنچا تو پاکستان کی تمام جماعتوں کے رہنماؤں کی زندگیاں خطرے میں ہوں گی

گزشتہ دنوں نیشنل عوامی پارٹی کے رہنما خان عبدالولی خاں اور ان کے ساتھیوں پر اس وقت آتشین اسلحہ سے حملہ کر دیا گیا جب وہ ایک استقبالیہ میں شرکت کے لیے جا رہے تھے ـ نتیجۃً دو افراد موقع پر ہلاک اور کئی زخمی ہو گئے ـ

نیپ کے رہنما ولی خاں اور سرحد کے وزیر اطلاعات افضل خاں بال بال بچ گئے ـ

اس سانحے کا پس منظر اگرچہ خان جندول سے ذاتی عداوت بیان کیا گیا ہے ـ اور خان جندول نے اپنی ریاست میں مزارعین پر جو مظالم ڈھائے تھے اور تشدد اور لاقانونیت کی جو فضا قائم کی تھی یہ سانحہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی بتایا گیا ہے ــــ اصل حقیقت خواہ کچھ بھی ہو یہ سانحہ بہر حال خطرناک ہے ـ

قارئین خدام الدین اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ جن دنوں صدر مملکت مسٹر بھٹو پر سانگھڑ میں قاتلانہ حملہ ہوا تھا تو ہم نے اس سانحہ کی مذمت کر کے تشدد آمیز طریق کار کی سختی سے مخالفت کی تھی ـ

بعد ازاں جب دیگر رہنماؤں پر ساہی وال اور پلٹن میدان ڈھاکہ میں قاتلانہ حملے ہوئے تو بھی ہم نے ان رہنماؤں سے اختلافِ فکر و نظر کے باوجود تشدد آمیز واقعات کی سخت مذمت اور مخالفت کی تھی ـ

اس وقت بھی ہم نے یہی لکھا تھا کہ پاکستان کے رہنماؤں میں سے اگر کسی ایک کو بھی نقصان پہنچا تو یہ ملک قتل و غارت گری کی آماجگاہ بن جائیگا اور معاملہ صرف رہنماؤں کے خاتمے تک محدود نہ رہے گا بلکہ عام کارکن اور پھر عوام الناس انتقامی قتل و غارت کے شعلوں میں بھسم ہو جائیں گے ـ

علاقہ دیر کے جن مسلح افراد نے ولی خاں اور ان کے ساتھیوں پر قاتلانہ حملہ کیا ہے انہوں نے چند افراد کے خاتمہ کی کوشش نہیں کی بلکہ ان کی گولیوں کی بوچھاڑ سے پاکستان کی سالمیت کا سینہ چھلنی ہوا ہے اور یہ گولیاں پاکستانی عوام کے جسم میں پیوست ہوئی ہیں ـ

صوبہ میں امن و امان کی بحالی کا مسئلہ اگرچہ صوبائی حکومت سے متعلق ہے اور صوبہ سرحد کی حکومت اس سانحہ کی تحقیقات کر کے مجرموں کو قرار واقعی سزا دے گی لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ صوبوں سمیت پورے ملک میں نظم و نسق اور امن و سکون کی بحالی کا مسئلہ مرکزی حکومت اور مرکزی وزیر داخلہ کے سپرد ہے ـ

مرکزی وزیر داخلہ خان عبدالقیوم خان چونکہ صوبائی حکومت کی حزبِ اختلاف سے متعلق ہیں اس لیے شکوک و شبہات کی فضا کا پیدا ہونا ایک فطری امر ہے ـ اندریں حالات بہتر یہ ہے کہ مرکزی وزیر داخلہ کسی ایسے شخص کو مقرر کیا جائے جو کسی بھی صوبائی حکومت کی حزب اختلاف سے تعلق نہ رکھتا ہو ـ پاکستان کی غالب اکثریت والی پیپلز پارٹی نے کسی کو وزارتِ داخلہ پر فائز کیا جائے تو موزوں ہوگا ـ اربابِ اقتدار خصوصاً صدر مملکت مسٹر بھٹو کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ پاکستان کے نازک حالات کی سنگینی کا احساس کر کے ایسا طریق کار اختیار کریں جو ملک سے

قتل و غارت گری اور جنگ و جدال کا خاتمہ کرکے امن و سلامتی کی فضا پیدا کرنے کا موجب ہو۔ اور ملک کے کسی بھی رہنما کی جان و مال کو کسی قسم کا کوئی خطرہ لاحق نہ ہو۔

اور اس طرح کی ہلاکت آفرین خطرناک صورتِ حال پیدا کرنے والے مجرموں کو ایسی عبرتناک سزا دی جائے کہ آئندہ کسی کو ملک کا نظام امن تباہ کرنے کی جسارت نہ ہو سکے۔

ہم ولی خاں کے دو ساتھیوں کے سانحۂ ارتحال پر انتہائی صدمے اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں اور ان کے پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

اور اس حملہ میں خان عبدالولی خان اور دیگر ساتھیوں کے زندہ و سلامت رہنے پر خداوندِ قدوس کا شکر بجا لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان رہنماؤں کی جان بچا کر درحقیقت پاکستان کے تمام رہنماؤں کی زندگیوں کو تحفظ عطا فرمایا ہے۔

صنعت کاروں کی نااہلی اور اہلیت

موجودہ اربابِ اقتدار نے زمامِ حکومت سنبھالنے کے بعد سب سے پہلے بڑے بڑے صنعت کاروں کے خلاف قدم اٹھایا تھا اور ملکی عوام کو یہ تاثر دیا تھا کہ بڑے بڑے صنعت کار اس بات کی قطعاً اہلیت نہیں رکھتے ہیں کہ وہ اپنی اعلیٰ صلاحیتوں کے ساتھ صنعتی اداروں کا نظام چلا سکیں۔

چنانچہ ملک کے معروف بائیس خاندانوں کے بڑے بڑے صنعتی ادارے حکومت نے اپنی تحویل میں لے لیے۔

اربابِ حکومت کے اس اقدام کا ملک میں اس لیے خیر مقدم ہوا تھا کہ اب صنعتی پالیسی عدل و انصاف کی اساس پر مرتب ہوگی۔ اور بڑے بڑے سرمایہ دار اب مزدوروں کا خون چوسنے کی سکت نہ رکھ سکیں گے اور محنت کشوں کے ساتھ اب تک جو جو مظالم ڈھائے گئے ہیں ان کا اعادہ نہ ہو سکے گا۔

اگرچہ بعض دور اندیش اربابِ فکر و نظر نے اس اقدام کو عدل و انصاف کے تقاضوں سے بعید قرار دیتے ہوئے اس قسم کے شبہات کا اظہار کیا تھا کہ ہماری بڑی بڑی صنعتیں افسر شاہی کی نذر ہو جائیں گی اور محنت اور معاوضہ کی جو کشمکش پائی جاتی ہے اس میں وسعت و ہمہ گیری پیدا ہوگی اس طرح پورے ملک کی صنعتیں تباہ و برباد ہو جائیں گی۔

اربابِ اقتدار نے ان خدشات کے ازالے کے لیے یقین دلایا تھا کہ حکومت ان اداروں کا نظام ایسے افراد کے حوالے کرے گی جو اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہوں۔ لیکن

"اے بسا آرزو کہ خاک شدہ"

ہم ان تفصیلات میں نہیں جاتے کہ ان بڑے بڑے صنعتی اداروں، کارخانوں اور فیکٹریوں کا کیا حشر ہوا؟ اور پیداوار میں اضافے کی رفتار کیا ہے؟ ہم تو صرف یہ جانتے ہیں کہ موجودہ حکومت کی یقین دہانیوں اور خوش کن اعلانات کے باوجود اشیائے صرف کی گرانی روز بروز بڑھ رہی ہے اور اکثر و بیشتر چیزوں کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔

ابھی یہ ناگفتنی صورتِ حال موجود تھی، سرمایہ داروں اور صنعتکاروں کی نااہلی اور بے عقلی کے چرچے ہنوز جاری تھے کہ اربابِ اقتدار نے یکایک پی، آئی، اے کے ایسے ادارے کو جو بدنظمی اور خسارے کے باعث بدنام ترین ادارے کی شکل اختیار کر گیا تھا۔ پاکستان کے سب سے بڑے سرمایہ دار مسٹر رفیق سہگل کے حوالے کر دیا۔ اور P.I.A کے سربراہ کی حیثیت سے ان کی تقرری پر صدر مملکت کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ چونکہ یہ ادارہ متواتر خسارے سے دوچار تھا اس لیے ہم نے ملک کے صنعتکاروں، سرمایہ داروں اور اعلیٰ صلاحیت کے مالک افراد سے کہا کہ وہ آگے بڑھیں اور ان اداروں کا نظام چلائیں۔ چنانچہ صرف مسٹر رفیق سہگل صاحب نے اس سلسلہ میں اپنی خدمات پیش کی ہیں اور ان کی گوناگوں صلاحیتوں سے ہمیں پوری توقع ہے کہ وہ پی، آئی، اے کے زوال پذیر ادارے کو اوج کمال تک پہنچانے کی بھرپور کوشش کریں گے۔

سوال یہ ہے کہ مسٹر رفیق سہگل کی صلاحیتیں اور ان کا کاروباری تجربہ اگر واقعی لائق صد افتخار اور قابل تحسین ہے تو پھر اربابِ حکومت نے ان کے عظیم صنعتی ادارہ کوہ نور کیمیکل انڈسٹریز واقع کالا شاہ کاکو کو آخر کن وجوہ کی بنار پر اپنی تحویل میں لے رکھا ہے؟

اگر اپنا صنعتی ادارہ چلانے کے لیے مسٹر رفیق سہگل میں صلاحیتوں اور خوبیوں کا فقدان ہے تو پی۔آئی۔اے کو وہ کس طرح چار چاند لگا سکتا ہے؟ اور اگر صلاحیتوں کے فقدان کا تذکرہ محض حصولِ مقصد کا ایک ذریعہ اور مطلب برآری کا ایک شوشہ ہے تو پی، آئی، اے کے ساتھ ان کا اپنا صنعتی ادارہ ان کے حوالے کیوں نہیں کیا جاتا؟

آج اگر پی، آئی، اے کے لیے مسٹر رفیق سہگل کی خدمات حاصل کرتے وقت ان کی اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کا اعتراف کیا گیا ہے تو کل حسب ضرورت داؤد، ولیکا، بیکو وغیرہ صنعتوں کے مالک صنعتکاروں کی خدمات بھی حاصل کی جا سکتی ہیں۔ اور اسی طرح ان کی خدمات کا بھی اعتراف کیا جا سکتا ہے۔

ہمارا مقصود صنعتکاروں کی بے جا حمایت نہیں بلکہ ہماری نگاہ میں توجہ طلب وہ متضاد پالیسی ہے جو بڑی بڑی صنعتوں اور صنعت کاروں کے بارے میں وضع کی گئی ہے۔

صوبہ سرحد میں وزراء کی تنخواہیں

صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ مولانا مفتی محمود نے اعلان کیا ہے کہ ان کی حکومت صوبے میں کفایت شعاری اور سادگی کو رائج کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ

(باقی ص۱۸ پر)

خطبہ جمعہ

اللہ پر بھروسہ کرنا مسلمانوں کیلئے بہت ضروری ہے

★ از: جانشینِ شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:-

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ٥ (آل عمران آیت ۱۵۹)

ترجمہ: اور کام میں ان سے مشورہ کر لیا کر۔ پھر جب تو اس کام کا ارادہ کر چکا تو اللہ پر بھروسہ کر۔ بے شک اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب فرمایا گیا ہے۔ لیکن اصل مقصد اس عالم آب و گل میں رہنے والے تمام انسانوں کو ایک قانون اور ضابطہ عنایت فرمانا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی منصب پر فائز ہو جائے تو اسے اپنے ساتھیوں سے مشورہ لینا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ صرف اپنی ہی من مانی کرے اور اس منصب پر فائز ہونا اسے متکبر اور مغرور بنا دے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ جلشانہ جہاں اپنے پسندیدہ لوگوں کا ذکر فرماتے ہیں اور ان کی خوبیوں کا تذکرہ ہوتا ہے تو ان کی ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی بیان ہوتی ہے کہ وہ آپس میں باہمی مشورہ سے امور طے کرتے ہیں۔

وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ٥ (سورہ شوریٰ پ ۲۵ - آیت ۳۷)

ترجمہ: اور وہ جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اور ان کا کام باہمی مشورہ سے ہوتا ہے اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ دیا بھی کرتے ہیں۔

آج مسلمانوں نے وہ سنہری اصول جو قوموں کی کایا پلٹ دیتے ہیں اور تاریخ بارہا اس کا مشاہدہ بھی کر چکی ہے۔ بالکل ترک کر دئیے ہیں آج مشورہ لینا توہین سمجھا جاتا ہے اور اربابِ حکومت تو یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ جب ہمیں حکومت مل گئی ہے تو ہم ساری دنیا سے زیادہ عقل مند ہیں اور مشورہ لینا تو کجا وہ بات تک سننا گوارا نہیں کرتے۔ کاش! کہ مسلمان اپنی تاریخ کو ہی غور سے پڑھتے اور جو ضابطہ حیات انہیں عطا کیا گیا اس پر غور و فکر کرتے۔

اور دوسرا قانون جو اس امت کو دیا گیا وہ ہے "توکل علی اللہ" توکل کے لفظی معنی بھروسہ کرنے کے ہیں اور اصطلاح میں خدا پر بھروسہ کرنے کو کہتے ہیں۔ لیکن توکل کا یہ مطلب لینا بالکل زیادتی ہے کہ جد و جہد، محنت و عمل اور اسباب و تدابیر کو یکسر ترک کر دو۔ اور محض ہاتھ پر ہاتھ دھر کر گوشہ نشین ہو جاؤ۔ اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ بلکہ اسلام نے سختی کے ساتھ اس چیز سے روکا ہے اور بتایا ہے کہ اسباب و تدابیر اختیار کرو، محنت اور عمل کرو۔ جد و جہد میں کوئی دقیقہ فروگذاشت مت کرو۔ اس کے بعد اللہ پر توکل کرو۔ یعنی نتیجہ کا انحصار اللہ کے حکم پر ہے۔ چنانچہ اس آیت میں دونوں اصولوں کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد ہوا:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ۔ بیشک اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

جب یہ وصف کسی مومن میں پایا جائے گا تو وہ اللہ کا محبوب ہو جائے گا اور کبھی خالق کائنات اپنے پسندیدہ اور محبوب بندے کو بے یار و مددگار چھوڑتے ہیں ہرگز ایسا نہیں ہوتا۔

اس اصول کو اپنانے کا حکم مشکل سے مشکل کام میں بھی آیا ہے۔ چنانچہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہدایت ہوتی ہے کہ آپ اپنا کام جاری رکھیں اور اللہ پر بھروسہ کریں:-

فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ۔

(سورہ توبہ - پ ۱۱ - آیت ۱۲۹)

ترجمہ: پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں تو کہہ دو مجھے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں بھروسہ کرتا ہوں اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔

اور صرف اسی امت کو اس حکم کا پابند نہیں بنایا گیا بلکہ اس امت سے پہلی امتوں کو بھی اللہ جلشانہ نے ان کے انبیا علیہم السلام کے توسط سے اس سنہری اصول کی تعلیم دی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے لشکرِ جرار کے مقابلہ میں مٹھی بھر بنی اسرائیلیوں کو توکل کا درس دیا اور وہ فاتح و کامران بنے۔

وَقَالَ مُوسَىٰ يَا قَوْمِ إِن كُنتُمْ آمَنتُم بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِن كُنتُم مُّسْلِمِينَ ٥ (سورہ یونس پ ۱۱ آیت ۸۴)

ترجمہ: اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اسی پر بھروسہ کرو اگر تم فرمانبردار ہو۔

قرآن مجید میں متعدد جگہوں پر اس حکم کا اعادہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ محض اسباب پر اترانا بھی تباہی کا موجب ہے۔ اور بالکل اسباب کو ترک کرنا بھی اسلامی تعلیم میں نہیں۔ بلکہ اسباب و تدابیر اختیار کرنے کے بعد اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ حدیث شریف میں سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی وضاحت بیان فرمائی ہے جب کہ ایک آدمی دربارِ رسالتؐ میں آیا تو سرورِ کونینؐ نے دریافت فرمایا کہ سواری کہاں ہے؟ تو اس نے کہا کہ اللہ کے توکل پر چھوڑ آیا ہوں۔ تو آپؐ نے اُسے ارشاد فرمایا۔

اَعْقِلْهَا وَ تَوَكَّلْ (ترمذی)

اسے باندھ کر اللہ پر توکل کرو۔ اور یہی روایت شعب الایمان بیہقی میں ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے۔

قَيِّدْهَا وَ تَوَكَّلْ اسے جکڑ کر اللہ پر بھروسہ کرو۔

چنانچہ اس حدیث شریف سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اوّلاً اسباب اختیار کرنا اور ثانیاً اللہ پر بھروسہ کرنا۔

مولانا رومیؒ اس واقعہ کو اس مصرعہ میں قلمبند فرماتے ہیں: ع

بر توکل زانوے اشتر بہ بند

آج اگر مسلمان قوم اس کو بحیثیت مجموعی اپنا لے، غیروں پر تکیہ کرنا چھوڑ دے، جد و جہد میں کوئی کمی نہ کرے اور اللہ پر بھروسہ کرلے تو آج بھی یہ اپنا کھویا ہوا وقار حاصل کرسکتی ہے۔

اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو قرآن و سنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے ــــ وما علینا الا البلاغ

★

لیبیا کے کرنل قذافی

پستول ہاتھ میں لیکر نکلے

اور تمام نائٹ کلبوں کو ہمیشہ کے لیے بند کرا دیا

پاکستان میں ــــ بھی عیاشی کے اڈوں، نائٹ کلبوں، فحاشی، عریانیت اور رقص گاہوں کو بند کیا جائے۔

تحریر، محسن علی اجمیری۔

پاکستانی قوم کو ایک ناقابلِ تسخیر، مہذب، عظیم، خوددار، باوقار اور با اصول قوم بنانے کے لئے شراب کے روزافزوں استعمال اور نفس پرستی و فحاشی کے غلبہ پر قابو پانا ناگزیر ہو چکا ہے۔ ورنہ ہمارے ملک اور قوم کا حال بھی قدیم یونانیوں اور رومیوں کی تباہی و بربادی سے کچھ کم نہ ہو گا۔

شراب اور دیگر منشیات کا استعمال، نائٹ کلبوں کی موجودگی آرٹ کے عریاں نمونے بلیو پرنٹ فلم، فحش لٹریچر کی خرید و فروخت، نفس پرستی کا غلبہ کہیں ہمیں بھی امریکہ برطانیہ، اور فرانس جیسے عظیم ترقی یافتہ اور مہذب ممالک کے لوگوں کی طرح اخلاق عامہ کا فساد، شرح اموات میں اضافہ، امراضِ خبیثہ کی کثرت جرائم میں غیر معمولی اضافہ اور نوخیز نسل کی بے راہ روی جیسے قومی ہلاکت خیز مسائل سے دوچار نہ کردے۔

کیا ہمارے حزبِ اختلاف اور حزبِ اقتدار کے زعماء اور سیاستداں اس قسم کے قومی ہلاکت کے مسائل کی طرف توجہ دینے کی زحمت کریں گے؟ ــــ کیا ہمارے دانشور، علماء، وکلاء، شعراء، ادباء اور اساتذہ اس قومی برائی کے انسداد میں کچھ حصہ لیں گے؟ کیا ہماری مقننہ قوم کی ذہنی، جسمانی، اخلاقی و تمدنی کرب کو محسوس کریں گی؟ کیا بالغ رائے دہی کی بنیاد پر منتخب ہونے والی پہلی عوامی پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیاں قوم کو اس خودکشی سے بچا سکتی ہیں؟

یہ ہیں وہ خدشات و تفکرات، خیالات اور وسوسے جو ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں پاکستانی مسلمانوں کے دل و دماغ اور اذہان میں تیزی سے سرگرداں ہیں اور ان مسلمانوں کے ضمیر کو کچوکے لگ رہے ہیں۔ جنہوں نے برصغیر کی تقسیم کے وقت دو قومی نظریہ کی رو سے یہ عہد کیا تھا کہ ہم اس خطۂ ارضی پر اسلامی معاشرہ تشکیل دیں گے! لیکن افسوس کہ اس عہد کو ہم آج تک پورا نہ کر سکے۔ اور ہم نے اسلام کی صحیح رُوح کو اپنانے کے بجائے لادین مغرب و مشرق سے آنے والی ہر بیہودگی کو اسلامی رنگ دینے کی کوشش کی۔

توقع ہے کہ عوامی منتخب نمائندے قومی معاشرے کو اس سرطان سے ضرور نجات دلائیں گے۔ کیوں کہ اس سے قبل زمامِ اقتدار عوام کے نمائندوں کے ہاتھوں میں نہیں تھی۔ اور غیر عوامی نمائندوں کو ہرگز قوم و ملک کی تباہی و بربادی اور ہلاکت کا احساس نہیں ہو سکتا۔

اگر شراب پر پابندی عائد نہ کی گئی؟

اگر بدقسمتی سے عوام کے نمائندے بھی ملک میں موجود تمام برائیوں اور خرافات پر قابو پانے میں ناکام رہے تو پھر یونانیوں اور رومیوں کے قصرِ عظمت کی طرح ہمارا بھی قصرِ شجاعت دھڑام سے پیوندِ خاک ہو جائے گا۔ اور ہم نفس پرستی کی معبودیت کے ساتھ ساتھ کسی دیگر بیرونی طاقت کی محکومیت اور

مغلوبیت بھی اختیار کر سکتے ہیں۔

ہمارے ملک کے بعض علاقوں میں پہلے ہی منشیات نفس پرستی اور تعیش پسندی کا آغاز ہو چکا ہے اور ہم اس کے انجام سے بے خبر مادی ترقی کی جانب رواں دواں ہیں۔ ہمارے قومی و علاقائی اخبارات کے صفحات کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس وقت ہمارے ملک میں چالیس فی صد لوگ شراب کے عادی ہو چکے ہیں۔ شراب کے عادیوں میں دولت مند طبقے اور نچلے طبقے کا اوسط بہت زیادہ ہے اور کم از کم دو فیصد خواتین شراب کی عادی معلوم ہوتی ہیں۔ یہ ایک غیر مصدقہ اندازہ ہے اور اس اندازے میں راقم الحروف کے مشاہدے و معلومات کو بڑا دخل ہے۔ سندھ کے دیہی علاقوں میں ہزاروں گیلن ماہانہ ناجائز (کچی) شراب کی جاتی ہے۔ جو بڑے پیمانے پر شہری علاقوں میں فروخت ہوتی ہے۔ غیر قانونی و ناجائز (کچی) شراب نچلے طبقے اور نوخیز نسل میں بڑے شوق سے استعمال کی جاتی ہے۔ کیوں کہ یہ سستی بھی ہے اور زیادہ نشہ آور بھی۔ پھر شراب ہی پر اکتفا نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ قحبہ گری اور قمار بازی کی وباء بھی عام ہے۔

> شراب نوشی پر اسلامی اصولوں ہی کے مطابق قابو پایا جا سکتا ہے۔ دنیاوی قواعد و ضوابط اس معاملے میں ناکام ثابت ہو چکے ہیں کیوں کہ دنیاوی ضابطوں میں کوئی نہ کوئی خامی ضرور رہ جاتی ہے۔ جس کی مثال امریکہ میں قانون تحریم خمر کی ناکامی ہے۔

۱۹۳۳ء سے قبل امریکی حکومت نے دستور کی اٹھارہویں ترمیم کے ذریعے شراب کو ممنوع قرار دے دیا جس کی رو سے ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں شراب کی کشید، خرید و فروخت، درآمد و برآمد پر سختی کے ساتھ پابندی عائد کر دی گئی۔ قانونی طور پر اخلاقی معاشرتی اصلاح کا یہ سب سے بڑا تجربہ تھا جس کی نظیر تاریخ عالم میں کہیں نہیں پائی جاتی۔ قانون تحریم خمر کو کامیاب بنانے کے لیے اینٹی سیلون لیگ (Anti Saloon League) کی جانب سے تصویروں، سینما، شخصی دعوت ناموں، رسالوں اور اخبارات کے ذریعہ امریکی عوام پر شراب کے نقصانات واضح کئے گئے اس تنظیم نے ۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۳ء تک لٹریچر اور اس کی اشاعت پر شراب کے خلاف چھ کروڑ ڈالر صرف کئے۔ امریکہ کے محکمۂ عدل کے اعداد و شمار کے مطابق شراب پر پابندی اور قانون تحریم خمر کے نفاذ کے سلسلے میں دو سو آدمی مارے گئے۔ ۵ ۳ لاکھ سے زائد آدمی قید کئے گئے۔ ایک کروڑ ساٹھ لاکھ پونڈ کے جرمانے اور چالیس کروڑ چالیس لاکھ پونڈ کی مالیت کی املاک بحق سرکار ضبط کی گئیں۔

۱۹۳۳ء میں امریکہ کی نیشنل کرائم کونسل کے ڈائریکٹر کرنل موس نے بیان کیا کہ اس وقت امریکہ کے تین آدمیوں میں سے ایک آدمی جرائم پیشہ ہے اور ہمارے ہاں قتل کے جرائم میں ساڑھے تین سو فیصدی اضافہ ہوا۔ امریکہ کے ججوں کا بیان ہے کہ شراب پر پابندی کے بعد نوخیز نسل شراب کی زیادہ عادی ہو چکی ہے۔ اور ہمارے ملک کی تاریخ میں کہیں ایسی مثال نہیں ملتی کہ قانون تحریم شراب سے قبل اتنی کثیر تعداد میں بچے شراب پیتے تھے ان حالات کے پیش نظر بالآخر حکومت ناکام ہو گئی اور اسے امریکی دستور کی اٹھارہویں ترمیم میں تنسیخ کرنی پڑی اور یوں دنیا کی تاریخ کا سب سے بڑا اصلاحی قدم بے سود ثابت ہوا۔

شیطان کی ساختہ اور پرداختہ گندگیاں

اس کے مقابلے میں نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خدا کی طرف سے یہ اعلان کیا کہ "اے ایمان لانے والو! شراب، جوا، بت اور پانسے یہ سب شیطان کی ساختہ و پرداختہ گندگیاں ہیں۔ لہٰذا تم ان سے پرہیز کرو۔ امید ہے کہ اس پرہیز سے تم کو فلاح نصیب ہوگی۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے۔ اور تم کو خدا کی یاد اور نماز سے روک دے۔ کیا یہ معلوم ہو جانے کے بعد تم اس سے باز آ جاؤ گے؟ اللہ تعالےٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی بات مانو اور باز آ جاؤ لیکن اگر تم نے سرتابی کی تو جان رکھو کہ ہمارے رسولؐ کا کام صرف اتنا ہی ہے کہ صاف صاف حکم پہنچا دے"

(سورۃ المائدہ رکوع ۱۲)

اس اعلان کے بعد غیر مہذب وحشی شرابیوں نے توبہ کر لی۔ شراب کے مٹکے توڑ دیئے گئے مدینے کی گلیوں میں شراب کے نالے بہہ گئے۔ اس تقابل اور موازنے کا مقصد یہ تھا کہ کہاں ایک تہذیب یافتہ امریکی قوم اور حکومت نے شراب نوشی کو ختم کرنے کے لئے تمام ذرائع استعمال کئے لیکن ناکام رہے اور کہاں ایک وحشی و غیر مہذب قوم جس کی گھٹی میں شراب پڑی تھی نے ایک ہی اعلان پر شراب کو ترک کر دیا یہی فرق صرف دنیاوی اور دینی قواعد و ضوابط کے درمیان ہے۔

امریکہ میں شراب پر پابندی کے نتائج کے تاریخی مشاہدے کے بعد ہم ان اقوام قدیم کے معیار شرافت، جاہ و جلال اور رعب و دبدبے کے خاتمے کے اسباب و علل پر تاریخی مشاہدہ پیش کرتے ہیں۔ اقوام قدیمہ میں جو قوم سب سے مہذب کہلاتی ہے وہ یونانی قوم ہے۔ قدیم یونانیوں میں بحیثیت منکوحہ کسی مرد کے ساتھ تعلقات استوار کرنا شرافت کا درجہ تھا۔ اور اسی کی عزت تھی۔ پردے کا رواج عام تھا۔ داشتہ اور "بیسوا" بن کر رہنا معیوب تھا۔ معیوب اس وقت ہی سمجھا جاتا تھا۔ جب یونانی قوم طاقت ور تھی۔ اس کے جاہ جلال اور شان و شوکت کا ذکر دور دور تھا۔ اس دور میں بھی یونانی، بعض اخلاقی و سماجی بیماریوں میں ملوث تھے۔ لیکن چند ایک حدود و قیود عائد تھیں۔ مگر جب اس قسم کی تمام تر برائیاں ہر قید سے آزاد ہو گئیں اور یونانی تیزی سے منشیات، عریانی، اور نفس پرستی کی جانب راغب ہوئے تو اس دور میں "بیسوا" کو وہ کمال عروج حاصل رہا۔ جس کی مثال و نظیر تمام انسانی تاریخ میں نہیں پائی جاتی۔ دانش وروں، ماہر فنون، شعراء مصلحین اور مورخین غرضیکہ ہر مکتب فکر کے لوگ شہوانیت، نفس پرستی اور منشیات کے عادی بن چکے تھے۔ شہوانیت کا ایک دور ایسا آیا کہ ان کے مذہب نے بھی ان کی حیوانی خواہشات کے آگے ہتھیار ڈال دیئے

مثال کے طور پر یونان میں جب "کام دیوی" (APHRODITE) کی پوجا اور پرستش شروع ہوئی تو قحبہ خانے عبادت گاہوں میں تبدیل ہو گئے، بدکردار عورتیں، مقدس دیویاں، بن گئیں۔ اور زنا ترقی کر کے مقدس مذہبی فریضہ بن گیا۔ (نعوذ باللہ من ذالک) ذوقِ جمال کے مہذب ناموں سے عریانی کی تعریف اور تاریخ شروع کی گئی تو یونانی فطری راستوں سے تجاوز کرنے لگے فطری راستوں سے تجاوز کرنے کے بعد تاریخ شاہد ہے کہ یونانی قوم کو زندگی کا کوئی دوسرا دور نصیب نہیں ہو سکا۔

رومیوں کا تمدنی دور

یونانیوں کے بعد دوسری مہذب قوم رومی تھے۔ رومی دورِ وحشت سے نکل کر تمدنی دور میں داخل ہوئے تو تہذیب و تمدن کی ترقی کے ساتھ ساتھ رومی بھی یونانیوں کے نقشِ قدم پر چلنے لگے۔ اور ارتقائی ادوار میں وہی منشیات کا آزادانہ استعمال، زنا و قحبہ گری اور وہی عورت و مرد کا آزادانہ میل ملاپ اور اسی طرح شہوانیت عریانی و فواحش کا سیلاب پھوٹ پڑا۔ اس سیلاب سے عام لوگ ہی متاثر نہیں ہوئے۔ بلکہ معلمین اخلاق بھی زنا کو غیر معیوب متصور کرنے لگے۔ کاٹو جس کو ۱۸۴ ق م میں روم کا محتسبِ اخلاق مقرر کیا گیا تھا کھلم کھلا جوانی میں بغیر نکاح کے رنگ رلیاں منانے کی اجازت دیتا ہے۔ اپکٹیٹس جو فلسفہ رواقیئن میں بہت ہی سخت اخلاقی معلم تصور کیا جاتا تھا۔ اپنے شاگردوں کو نصیحت کرتا ہے کہ "جہاں تک ہو سکے شادی سے عورت کی صحبت سے اجتناب کرو مگر جو اس معاملے میں ضبط نہ رکھ سکیں انہیں ملامت بھی نہ کرو۔ رومیوں میں فلورا نامی ایک کھیل بہت مقبول ہوا کیوں کہ اس میں برہنہ عورتوں کے درمیان دوڑ کا مقابلہ ہوا کرتا تھا۔ عورتیں اور مرد کھلے عام ایک جگہ غسل کرتے تھے۔ رومی لٹریچر میں فحش اور عریاں مضامین بے تکلف بیان کئے جاتے تھے۔ فحاشی اور نفس پرستی کی اس قدر مغلوبیت اختیار کرنے کے بعد روم کا قصرِ شرافت گلے ہوئے کپڑے کی مانند تار تار ہو گیا۔ اور پھر یہ تار کبھی یکجا نہ ہو سکے۔

امریکہ میں جرائم اطفال کے صدر جج لنڈ امریکہ کے نوجوانوں کی اخلاقی حالت بیان کرتے ہوئے اپنی کتاب "ریوینٹ ماڈرن یوتھ" میں لکھتے ہیں کہ امریکہ میں بچے قبل از وقت بالغ ہونے لگے ہیں۔ انہوں نے تین سو بارہ لڑکیوں کے حالات کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ ان میں سے دو سو پچپن لڑکیاں گیارہ برس میں سنِ بلوغت کو پہنچ چکی ہیں۔ اور ان میں وہ تمام نفسی اور جسمانی اوصاف پائے جاتے ہیں جو اٹھارہ اور بیس سال کی عمر کی لڑکیوں کے درمیان ہونے چاہئیں۔

امریکہ کی تہذیب و تمدن

ڈاکٹر ایڈیتھ ہوکر اپنی کتاب "لاز آف سیکس" میں لکھتی ہے کہ "امریکہ میں نہایت تہذیب یافتہ اور دولت مند طبقوں کی لڑکیاں سات آٹھ برس کی عمر میں اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ معاشقے جیسے تعلقات رکھتی ہیں۔ اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ بڑھ جاتی ہیں"۔

ڈاکٹر لوری اپنی کتاب "ہر سیلف" میں رقم طراز ہے۔ کہ امریکہ کے ایک شہر کے مدرسے کے ہیڈ ماسٹر نے چالیس خاندانوں کو خفیہ اطلاع دی کہ۔ "ان کے لڑکے اب مدرسے میں رکھنے کے قابل نہیں ہیں۔ کیوں کہ ان میں بداخلاقی کی ایک خوفناک حالت کا پتہ چلا ہے"۔

مشہور امریکن مصنف ہینڈریچ وان لائن رقم طراز ہے کہ، "یہ لٹریچر جس کی سب سے زیادہ کھپت امریکن یونیورسٹیوں میں ہے۔ گندگی، فواحش، اور بیہودگیوں کا بدترین مجموعہ ہے۔ اس لٹریچر کے بعد عملی تجربات ہوتے ہیں۔ لڑکے اور لڑکیاں باہمی طور پر پکنک پارٹیز کے لیے نکلتے ہیں جن میں شراب اور سگریٹ کا استعمال خوب آزادی سے ہوتا ہے۔ اور رقص و سرود اور بعض اوقات اس سے بھی کہیں زیادہ لطف اندوز ہوتے ہیں"۔

امریکہ کے مصلحینِ اخلاق کی ایک مجلس جو "کمیٹی آف فورٹین" کے نام سے موسوم ہے اسی مجلس کی طرف سے فواحش کی کمین گاہوں اور مرکز کا کھوج لگایا جاتا ہے۔ ملک کی اخلاقی حالت کی تحقیق اور اصلاحِ اخلاق کی عملی تدابیر کا کام بڑے پیمانے پر کیا جاتا ہے۔ اس کی رپورٹوں میں بتایا گیا ہے کہ امریکہ کے جتنے رقص خانے، نائٹ کلب، غسل گاہیں، ہاتھوں کو خوبصورت بنانے کی دکانیں، مالش کدے، بال سنوارنے کی دکانیں سب کی سب باقاعدہ قحبہ خانے بن چکے ہیں۔ اور امریکہ کی نوے فی صد آبادی امراضِ خبیثہ کی شکار ہے؟ سالانہ تین لاکھ افراد آتشک اور سوزاک کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں۔

فرانس میں شراب کے اثرات

فرانس کے ممتاز فرانسیسی عالم عمرانیات پول بیورو کی کتاب "ٹو وارڈز مورل بنکرپسی" میں جو ۱۹۲۵ء میں شائع ہوئی لکھا ہے کہ۔ فرانس کے شہروں میں ہی نہیں بلکہ دیہی علاقوں میں بھی ایک لڑکی شادی سے پہلے بہت سی "دوستیاں" کر چکتی ہے اور شادی کے بعد اسے اپنے شوہر سے اپنی گزشتہ زندگی کے حالات چھپانے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ اور بیوی شادی سے قبل کے ناجائز تعلقات، دوستوں، یعنی بوائے فرینڈز کا ذکر اپنے شوہر سے بڑے فخر کے ساتھ کرتی ہے۔ پیرس یونیورسٹی کا معلم، قانون موسیو برتیلمی لکھتا ہے۔ کہ رفتہ رفتہ "داشتہ" کو وہی قانونی حیثیت حاصل ہوتی جا رہی ہے۔ جو پہلے بیوی کی تھی۔ پارلیمنٹ اور حکومت اس کے مفاد کی حفاظت کر رہی ہیں۔ ایک سپاہی کی داشتہ کو وہی نفقہ دیا جاتا ہے۔ جو اس کی بیوی کیلئے مخصوص ہے۔

دوسری جنگِ عظیم سے پہلے موسیو بیولو فرانس کے اٹارنی جنرل نے اپنی رپورٹ میں فرانسیسی جسم فروش عورتوں کی تعداد پانچ لاکھ سے زائد بتائی ہے۔ اس پیشے میں فنِ اشتہار اخبار، مصوّر، پوسٹ کارڈ، شخصی دعوت نامے ٹیلی فون غرضیکہ تمام مہذب طریقے گاہکوں کی توجہ مبذول کرانے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ فرانس کی سینٹ کے ایک ممبر موسیو فردینال گریفو قحبہ گری کے لیے لکھتا ہے کہ اب یہ ایک انفرادی فعل نہیں رہا بلکہ اس کی ایجنسی سے جو عظیم مالی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے باعث اب یہ ایک تجارت اور صنعت و حرفت کا پیشہ بن گیا ہے۔ سفری ایجنٹ الگ ہیں، ان کی باقاعدہ منڈیاں موجود ہیں۔

اس مختصر سے تاریخی مشاہدے کے بعد راقم الحروف صدرِ پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ ملک میں بڑھتے ہوئے منشیات، عریانی، فواحش، قمار بازی، سٹہ بازی، سود اور بلیو پرنٹ کے سیلاب پر ایک جامع اور مربوط منصوبہ کے ذریعے بتدریج ایک واضح مدت کے اندر قابو پایا جائے کیونکہ تاریخ شاہد

ج— ہے کہ وہی قوم فاتح اور بہادر اور عظیم بنتی ہے جو اس قسم کی بیہودگیوں سے پاک رہے۔

قسط (۵)

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا عبوری آئین

(گزشتہ سے پیوستہ)

(ix) صدر کے خصوصی مددگار کا عہدہ جب کہ وہ کوئی ایسا شخص نہ سنبھالے جو مستقل سروس کا رکن ہو۔

(x) کسی بیرونی ملک میں پاکستان کے سفیر کا عہدہ جبکہ وہ ایک مستقل سروس کے رکن نے نہ سنبھالا ہو۔

(xi) نمبردار، انعام دار سفید پوش اور ذیلدار کا عہدہ، خواہ انہیں اس خطاب سے یا کسی اور خطاب سے یاد کیا جاتا ہو۔

(xii) مسلح افواج کے ریزرو خواہ ان کی کسی طرح بھی وضاحت کی جائے۔

(xiii) رضاکار

(xiv) ایسے عہدہ پر فائز کوئی شخص جسے بربنائے عہدہ فوجی تربیت یا فوجی ملازمت کے لئے کسی قانون کے تحت کسی فورس کی تنظیم کے سلسلے میں طلب کیا جائے۔

(xv) ایسا کوئی عہدہ جسے وفاقی مقننہ کے قانون کے تحت یہ قرار دیا جائے کہ اس پر فائز شخص قومی اسمبلی یا صوبائی اسمبلی کا رکن منتخب ہونے کے لئے نااہل نہیں ہوگا۔

(۲) شبہ دور کرنے کے لئے یہاں اس بات کی وضاحت کی جاتی ہے کہ سپریم کورٹ کا کوئی جج یا کسی ہائی کورٹ کا کوئی جج اڈیٹر جنرل اٹارنی جنرل اور ایڈوکیٹ جنرل وہ اشخاص ہیں جو پاکستان کی سروس میں نفع بخش عہدہ پر فائض ہیں۔

(۳) اگر یہ سوال پیدا ہو کہ آیا قومی اسمبلی کا کوئی رکن منتخب ہونے کے بعد اسمبلی کی رکنیت کا اہل نہیں رہا تو اسپیکر اس معاملے کو چیف الیکشن کمشنر کے سپرد کردیگا اور اگر صرف الیکشن کمشنر نے یہ رائے دی کہ مذکورہ رکن رکنیت کا اہل نہیں رہا تو رکن مذکور اسمبلی کا رکن نہیں رہے گا۔

(۴) کوئی شخص جب کہ وہ عمر قید کی سزا کاٹ رہا ہو یا دو سال سے زائد میعاد کے لئے کسی فوجداری جرم میں سزا بھگت رہا ہو تو وہ قومی اسمبلی کا رکن منتخب ہونے کے لئے نااہل ہوگا۔

۷۵۔ اگر کوئی شخص ایسی صورت میں قومی اسمبلی کے رکن کی حیثیت سے بیٹھے اور ووٹ دے کہ وہ اس کی رکنیت کا نااہل ہو کسی بھی شہری کی طرف سے مقدمہ دائر ہونے پر بیٹھے اور ووٹ دینے کے ہر دن کے واسطے پانچ سو روپے روزانہ کے جرمانے کا مستوجب ہوگا جو اس سے وفاق کے واجب قرضے کی طرح وصول کیا جائے گا

۷۶ (۱) اس آئین کی دفعات کے مطابق اور قومی اسمبلی کے طریقہ کار کے مطابق اسمبلی میں تقریر کی آزادی ہوگی اور اسمبلی کا کوئی رکن اسمبلی یا اس کی کمیٹی کی کسی بات کے کہنے یا ووٹ دینے پر کسی عدالت میں قانونی کارروائی کا مستوجب نہیں ہوگا۔ اور کوئی شخص اسمبلی کے اختیار کے تحت کسی رپورٹ، دستاویز ووٹوں یا کارروائیوں کی اشاعت پر اس طرح مستوجب نہیں ہوگا۔

(۲) جہاں تک دوسرے معاملات کا تعلق ہے۔ قومی اسمبلی کے اراکین کو استحقاق و مراعات اسی طرح حاصل رہیں گی جس کی وفاقی مقننہ کے ایکٹ کے ذریعہ وقتاً فوقتاً وضاحت کی گئی ہو۔ جب تک کہ وضاحت نہ کر دی جائے۔ انہیں مراعات اسی طرح حاصل رہیں گی جب سے آئین پر عملدرآمد شروع ہوا یا جو قومی اسمبلی کے اراکین کو حاصل رہی ہیں۔

(۳) نہ تو موجودہ قوانین میں اور نہ اس آئین کی مذکورہ بالا کسی دفعہ کے تحت وفاقی مقننہ کو یا قومی اسمبلی کو یا کسی کمیٹی کو یا اسمبلی کے کسی افسر کو عدالت کی حیثیت نہیں دی گئی ہے اور نہ انہیں تادیبی یا ضابطہ کی کارروائی کے اختیارات تفویض کئے گئے ہیں ماسوا اس امر کے انہیں ان افراد کو ایوان سے ہٹانے یا خارج کرنے کا اختیار حاصل ہے جو قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کا ارتکاب کر رہے ہوں یا بدنظمی کا رویہ اختیار کر رہے ہوں۔

(۴) وفاقی مقننہ کے ایکٹ کے ذریعہ ایسی دفعات وضع کی جائیں گی جن سے ان افراد کو سزا دلائی جا سکے اور عدالت کے سامنے پیش کیا جا سکے جو قومی اسمبلی کی کسی ایسی کمیٹی کے سامنے شہادت دینے یا دستاویزات پیش کرنے سے انکار کریں جب کہ کمیٹی کے چیئرمین نے انہیں باضابطہ طور پر ان افراد کو اس امر کے لئے طلب کیا ہو۔

ایسی صورت میں جبکہ ایسا کوئی ایکٹ جو اس قسم کی کسی کمیٹی کے سامنے پیش ہونے کے لئے صدر کی جانب سے وضع کیا گیا ہو کا ان افراد پر اطلاق نہیں ہوگا جو پاکستان کی سروس میں ہوں اور خفیہ امور کا تحفظ انجام دے رہے ہوں۔

۵۔ اس آرٹیکل کی دفعات کا اطلاق اُن افراد پر کیا جائے گا۔ جو قومی اسمبلی میں تقریر کا حق رکھتے ہوں یا اس کی کارروائی میں حصہ لینے حق رکھتے ہوں یا اس کی کوئی کمیٹی ہو جیسا کہ ان قوانین کا اراکین اسمبلی پر اطلاق ہوگا۔

(۵) اس دفعہ کی شقوں کا اطلاق ان افراد پر ہوگا۔ جو قومی اسمبلی میں بولنے اور دیگر کسی طرح اس کی کارروائیوں میں یا اسکی کسی کمیٹی میں حصہ لینے کا حق رکھتے ہیں۔ اور ان پر اسی طرح اطلاق ہوگا۔ جس طرح قومی اسمبلی کے ممبروں پر ہوتا ہے۔

۷۷۔ قومی اسمبلی کے ارکان کی تنخواہیں اور الاؤنس وہ ہوں گے جو وقتاً فوقتاً وفاقی مقننہ کسی قانون کے ذریعہ متعین کرے اور جب تک یہ تعین نہ ہو تو قومی اسمبلی کے ارکان کی تنخواہیں اور الاؤنس وہ ہونگے جو یوم آغاز سے فوری پہلے تھے

قانون سازی کا طریقہ کار

(۷۸) (۱) قومی اسمبلی میں زیر غور کوئی بل اس وجہ سے ختم تصور نہیں کیا جائیگا کہ اسمبلی ملتوی ہو گئی۔

(۲) قومی اسمبلی میں زیر غور کوئی بل اسی وقت ختم تصور کیا جائے گا جب کہ اسمبلی توڑ دی گئی ہو۔

(۷۹) (۱) جب کوئی بل جسے قومی اسمبلی نے منظور کیا ہو اسے صدر کو پیش کیا جائے گا۔ اور صدر یا تو یہ اعلان کریں گے کہ انہوں نے بل کو منظوری دے دی ہے یا یہ کہ انہوں نے اس کی منظوری روک لی ہے۔ بشرطیکہ کہ اس بل پر یا اس کی خاص دفعات پر دوبارہ غور کرے اور خاص طور پر اس ترمیم پہ غور کرے جسے صدر نے اپنے پیغام میں تجویز کیا ہو۔

(۲) جب صدر یہ اعلان کر دے کہ اس نے کسی بل کی منظوری روک دی ہے تو قومی اسمبلی اس بل پر دوبارہ غور کی مجاز ہوگی اور اگر یہ بل کسی ترمیم کے ساتھ یا ترمیم

کے بغیر اسمبلی حاضر ممبروں کی اکثریت کے ووٹوں سے اسے منظور کر دے تو پھر اسے دوبارہ صدر کو پیش کیا جائیگا اور صدر اس کی منظوری دے گا۔ بشرطیکہ یہ اراکین کی اکثریت سے کم کی تعداد پر مشتمل نہ ہو۔

(۳) جب صدر کسی بل کو قومی اسمبلی کو واپس کرے تو اس پر اسمبلی دوبارہ غور کرے گی اور اگر یہ کسی ترمیم یا کسی ترمیم کے بغیر ایسی اکثریت کے ووٹوں کے ساتھ منظور ہو جائے۔ جیسا کہ ذیلی دفعہ (۲) کے تحت ضروری ہو تو پھر یہ بل دوبارہ صدر کو پیش کیا جائے گا اور صدر اس کی منظوری دے گا۔

مالی امور کے لئے طریقہ

۸۰-(۱) وفاقی حکومت کو حاصل ہونے والے تمام محاصل کی رقوم وفاقی حکومت کے جاری کردہ تمام قرضہ جات اور وفاقی حکومت کو کسی بھی قرضہ کی واپسی سے ملنے والی رقوم ایک متحدہ فنڈ کی شکل اختیار کر لیں گی یہ فنڈ متحدہ وفاقی فنڈ کہلائے گا۔

۲۔ تمام دیگر رقوم جو وفاقی حکومت کو یا وفاقی حکومت کے توسط سے حاصل ہونگی پبلک اکاؤنٹ آف فیڈریشن میں جمع کرا دی جائیں گی۔

(۳) سپریم کورٹ یا کسی عدالت میں جو وفاق کے اختیار کے تحت قائم ہوئی ہو۔ موصولہ تمام رقوم بھی وفاق کے پبلک اکاؤنٹ میں جمع کرائی جائیں گی۔

۸۱۔ متحدہ وفاقی فنڈ کی تحویل اس میں جمع کرائی جانے والی رقوم اس میں سے نکالی جانے والی رقوم اس فنڈ اور دیگر ان رقوم کی تحویل جو سابقہ دفعہ کی شق نمبر (۲) یا (۳) کے تحت جمع کی جانے والی رقوم ان کی وفاق میں پبلک اکاؤنٹ میں ادائیگی اور ان رقوم کا ایسے اکاؤنٹ سے نکالا جانا اور مذکورہ معاملات سے متعلق تمام امور کو وفاقی مقننہ کے ایک قانون کے تحت ضابطے میں لایا جائیگا۔ اور جب تک اس ضمن میں یہ بندوبست نہ ہو جائے۔ صدر کے بنائے ہوئے قواعد کے مطابق اسے ضابطے میں لایا جائے گا۔

۸۲۔ (۱) صدر ہر مالی سال بارے میں قومی اسمبلی کے سامنے اس سال کے لئے وفاق کی اندازاً آمدنی اور اخراجات کا ایک گوشوارہ پیش کروائے گا اور اس باب میں اس گوشوارہ کو آئندہ سالانہ بجٹ کے نام سے یاد کیا جائے گا۔

(۲) سالانہ بجٹ کے گوشوارے میں دیئے گئے اخراجات کے تخمینوں میں الگ الگ حسب ذیل کو ظاہر کیا جائے گا۔

(الف) اخراجات کے لئے وہ رقوم جنہیں اس آئین میں اس خرچ کے بطور بیان کیا گیا ہے جو متحدہ وفاقی فنڈ سے ادا کی جائیں گی۔

(ب) اور وہ رقوم جن کی ادائیگی وفاقی متحدہ فنڈ سے تجویز کی گئی ہو۔

اور محاصل کی مدوں میں سے کئے جانے والے اخراجات کو دیگر اخراجات سے ممیز کیا جائیگا۔

(۳) مندرجہ ذیل اخراجات متحدہ وفاقی فنڈ میں سے ادا کئے جائیں گے۔

(ا) صدر کی تنخواہ۔ الاؤنس اور پنشن اور ان کے دفتر سے متعلق دیگر اخراجات۔

(ب) نائب صدر کی تنخواہ و الاؤنس اور اس کے دفتر سے متعلق دیگر اخراجات۔

(ج) اسمبلی کے صدر۔ سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کی تنخواہیں اور الاؤنس۔

(د) سپریم کورٹ کے ججوں کی تنخواہیں الاؤنس اور پنشن۔

(ہ) اٹارنی جنرل کی تنخواہیں اور الاؤنس۔

(ہ) الیکشن کمیشن کے ارکان۔ وفاقی پبلک سروس کمیشن کے ارکان اور آڈیٹر جنرل کی تنخواہیں اور الاؤنس۔

(ز) اُن قرضوں کے چارجز جن کی ذمہ داری مرکز پر ہے۔ بشمول اخراجات سود۔ رقموں کے ڈوبنے کے اخراجات قرضوں کی ادائیگی کے اخراجات۔ قرضوں کی اجرائی سے متعلق دوسرے اخراجات اور قرضوں کی سروس اور ان کی تکمیل میعاد کے اخراجات۔

(ح) فیڈریشن کے خلاف کسی عدالت یا ٹریبونل کے فیصلے ڈگری یا ایوارڈ کی تعمیل کے لئے طلب کی جانے والی تمام رقوم۔

(و) وہ تمام دیگر اخراجات جن کا اس آئین نے اعلان کیا ہو یا وفاقی مقننہ کے کسی ایکٹ کے ذریعہ عائد کئے گئے ہوں۔

۸۳۔ ا۔ متحدہ وفاقی فنڈ پر عائد کئے جانے والے اخراجات سے تعلق رکھنے والے اخراجات جس قدر بھی ہوں۔ قومی اسمبلی میں تو رائے دہی کے لئے پیش نہیں کئے جائیں گے۔ لیکن اس شق کا مطلب یہ ہرگز نہ ہو گا کہ قومی اسمبلی ان تخمینوں میں سے کسی تخمینہ پر بحث نہ کر سکے۔

(۲) مذکورہ بالا اخراجات کے علاوہ جہاں تک دوسرے اخراجات کا تعلق ہے۔ وہ تمام اخراجات گرانٹس کے مطالبات کی شکل میں قومی اسمبلی میں پیش کئے جائیں گے۔ جن کے سلسلہ میں اسمبلی کو یہ اختیار حاصل ہو گا کہ وہ چاہے تو ان گرانٹس کے ان مطالبات کی منظوری دے دے یا مسترد کر دے۔ یا ان مطالبات کی رقوم میں کمی کر کے منظوری دے

(۳) گرانٹ کا کوئی مطالبہ نہیں کیا جائیگا تاوقتیکہ صدر اس مطالبہ کی سفارش نہ کریں۔

۸۴-ا۔ صدر اپنے دستخطوں سے ایک شیڈول کی توثیق کریں گے جس میں درج ذیل صراحت کی جائے گی۔

(الف) قومی اسمبلی نے جن گرانٹوں کی سابقہ دفعہ کے تحت منظوری دی۔

(ب) متحدہ وفاقی فنڈ کی مد میں سے اخراجات کی تمام رقوم لیکن کوئی رقم اس رقم سے زائد نہیں ہو گی جو اسمبلی میں پہلے پیش کئے جانے والے گوشوارے میں دی گئی رقم سے زیادہ ہو۔

(۲) یہ شیڈول جو صدر کے دستخطوں سے توثیق کردہ ہو گا۔ قومی اسمبلی کے سامنے رکھا جائے گا۔ لیکن اس پر نہ تو بحث کی جائے گی اور نہ ووٹ لئے جائیں گے۔

(۳) آگے آنے والی دفعہ کے تحت متحدہ وفاقی فنڈ کے اخراجات کو اس وقت تک ہرگز باضابطہ متصور نہیں کیا جائے گا۔ جب تک کہ صدر کے توثیق کردہ شیڈول میں اس کی صراحت نہ کر دی جائے۔

۸۵-ا۔ اگر کسی مالی سال کی بابت متحدہ وفاقی فنڈ میں سے مزید اخراجات ضروری ہو جائیں جو ان اخراجات سے زیادہ ہوں۔ جن کی اس سال کے لئے منظوری دی گئی تھی تو صدر قومی اسمبلی کے سامنے ایک ضمنی گوشوارہ پیش کرائے گا۔ جس میں اخراجات کے تخمینے ہوں گے اور اس گوشوارے پر سابقہ تین دفعات کا اطلاق اس طرح ہو گا۔ جس طرح سے ان کا اطلاق سالانہ بجٹ کے گوشوارے اور اس میں مندرجہ اخراجات پر ہوتا ہے۔

(۲) اگر کسی مالی سال کے بارے میں کوئی رقم متحدہ وفاقی فنڈ میں سے کسی خاص مقصد کے لئے خرچ کی گئی اور معلوم ہوا کہ اس سال اس مقصد کے لئے اخراجات کے واسطے منظور شدہ رقم سے وہ رقم زائد تھی تو صدر قومی اسمبلی کے سامنے ایک گوشوارہ پیش کروائیں گے۔ جس میں زائد اخراجات کی رقم ظاہر کی جائے گی اور سابقہ تین دفعات کا اطلاق اس بیان پر اور وہ اخراجات ایسے ہی متصور ہوں گے جیسے کہ سالانہ بجٹ

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

مولانا سید سلیمان ندوی ؒ

انبیاء کرام ؑ

انسانیتِ کاملہ اور اخلاقِ عالیہ کے پیکر!

رُشد و ہدایت کے خورشیدِ جہاں تاب!!

(تلخیص کردہ: عبدالرحمٰن لدھیانوی)

وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ ۚ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿پارہ ۷ ع ۱۹ سورۃ انعام ۶ آیات ۸۴ تا ۹۱﴾

مذکورہ پاک آیات میں انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے اصنافِ انسانی میں سے ایک خاص طبقہ کے بیشتر افراد کے نام بتائے گئے ہیں جن کی پیروی اور تقلید، ہماری روحانی بیماریوں کا علاج اور اخلاقی کمزوریوں کا درمان ہے۔ یہی وہ مقدس گروہ ہے جو خدا کی بسائی ہوئی تمام آبادیوں میں پھیلا اور مختلف زمانوں میں اپنی تعلیم و ہدایت کا چراغ روشن کرتا رہا۔ آج انسان کے سرمایہ میں فلاح، سعادت، اخلاق، نیک اعمال اور بہترین زندگیوں کے جو کچھ اثرات و نتائج ہیں وہ سب انھی بزرگوں کے فیوض و برکات ہیں۔ جو جگہ جگہ اپنے نقشِ قدم چھوڑ گئے اور دنیا کم و بیش انھی پر چل کر اپنی کوششوں کی کامیابی ڈھونڈ رہی ہے۔ نوحؑ کا جوشِ تبلیغ، ابراہیمؑ کا ولولۂ توحید، اسحٰقؑ کی وراثتِ پدری، اسماعیلؑ کا ایثار، موسیٰؑ کی سعی و کوشش، ہارونؑ کی رفاقت، یعقوبؑ کی تسلیم، داؤدؑ کی حریت، سلیمانؑ کا سرودِ حکمت، زکریاؑ کی عبادت، یحییٰؑ کی عفت، عیسیٰؑ کا زہد، یونسؑ کا اعترافِ قصور، لوطؑ کی جاں فشانی ایوبؑ کا صبر یہی وہ حقیقی نقش و نگار ہیں جن سے ہماری روحانی اور اخلاقی دنیا کا ایوان آراستہ ہے اور جہاں کہیں ان صفاتِ عالیہ کا وجود ہے وہ انھی بزرگوں کی مثالوں اور نمونوں کا عکس ہے۔

انسانوں کی عمدہ معاشرت، صحیح تمدن اور اعلیٰ سیرت کی تکمیل اور کائنات کے اندر اس کو اشرف المخلوقات کا مرتبہ حاصل کرانے میں یقیناً تمام کارکن طبقاتِ انسانی کا حصہ ہے۔ ہیئت دانوں نے ستاروں کی چالیں بتائیں۔ حکماء نے چیزوں کے خواص بتائے طبیبوں نے بیماریوں کے نسخے تجویز کیے۔ مہندسوں نے عمارت کا فن نکالا، صناعوں نے بہتر اور فنون پیدا کیے، ان سب کی کوششوں سے مل کر یہ دنیا تکمیل کو پہنچی۔ اس لیے ہم سب اُن کے شکر گزار ہیں، مگر سب سے زیادہ ممنون ہم ان بزرگوں کے ہیں جنھوں نے ہماری اندرونی دُنیا کو آباد کیا، جنھوں نے ہماری حرص و ہوا کی اندرونی چالیں درست کیں، ہماری روحانی بیماریوں کے نسخے ترتیب دیئے، ہمارے جذبات، ہمارے احساسات اور ہمارے ارادوں کے نقشے درست کیے، ہمارے نفوس و قلوب کے عروج و تنزل کا فن ترتیب دیا جس سے دنیا کے صحیح تمدن، اور صحیح معاشرت کی تکمیل ہوئی، اخلاق و سیرت انسانیت کا جوہر قرار پایا۔ نیکی اور بھلائی ایوانِ عمل کے نقش و نگار ٹھہرے، خدا اور بندہ کا رشتہ مضبوط ٹھہرا۔ اور روزِ الست کا بھولا ہوا وعدہ ہم کو یاد آیا۔ اگر ہم انسانی سرشت کے ان رموز و اسرار اور نیکی و سعادت کی ان پیغمبرانہ تعلیمات سے ناواقف ہوتے تو کیا یہ دُنیا کبھی تکمیل کو پہنچ سکتی؟ اِس لیے اس برگزیدہ اور پاک طبقۂ انسانی کے احسانات ہم انسانوں پر سب سے زیادہ ہیں۔ اس لیے ہر فردِ انسانی پر خواہ کسی صنف سے تعلق رکھتا ہو ان کی شکر گزاری کا اظہار واجب ہے۔ اسی کا نام اسلام کی زبان میں صلوٰۃ و سلام ہے جو ہمیشہ انبیائے کرام کے نامِ نامی کے ساتھ ہم اُدا کرتے ہیں۔

نفوسِ قدسیہ

یہ نفوسِ قدسیہ اپنے اپنے وقت پر آئے اور گذر گئے، اِس عالمِ فانی کی کوئی چیز ابدی نہیں، اُن کی زندگیاں کتنی ہی مقدس اور معصوم ہوں، تاہم وہ دوام و بقاؔ کی دولت سے سرفراز نہ تھیں اس لیے آئندہ آنے والے انسانوں کے لئے جو چیز رہبر ہو سکتی ہے وہ ان کی زندگیوں کی تحریری اور روایتی عکس اور تصویریں ہیں۔ ہمارے پاس اس کے سوا اس سرمایۂ سعادت کی حفاظت کا اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔

دنیا میں پچھلے عہد کے علوم و فنون خیالات، تحقیقات، واقعات اور حالات کے جاننے کا اس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں۔ انسانی زندگی کے انھی تحریری روایتی عکسوں اور تصویروں کا نام تاریخ اور سیرت ہے۔ ہماری زندگیوں کے دوسرے پہلوؤں میں ممکن ہے کہ ہر سانحۂ زندگی میں کوئی نہ کوئی عبرت و بصیرت ہو لیکن ہماری اخلاقی اور روحانی زندگی کی تکمیل و تزکیہ کے لیے صرف انبیائے کرام اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے والی ہستیوں کی تاریخیں اور سیرتیں ہی کارآمد اور مفید ہو سکتی ہیں، اب تک دُنیا نے ان ہی سے فیض پایا ہے اور آئندہ بھی ان ہی سے فیض پاسکتی ہے۔ اس لیے دنیا کا اپنے تزکیہ اور تکمیلِ رُوحانی کے لیے ان برگزیدہ ہستیوں کی سیرتوں کی حفاظت سب سے بڑا اور اہم فرض ہے۔

بہتر سے بہتر فلسفہ اور عمدہ سے عمدہ تعلیم، اچھی سے اچھی ہدایت، زندگی نہیں پاسکتی اور کامیاب نہیں ہو سکتی اگر اس کے پیچھے کوئی ایسی شخصیت اس کی حامل اور عامل ہو کر قائم نہیں ہے جو ہماری توجہ، محبت اور عظمت کا مرکز ہو۔

غرض ہم کو اپنی ہدایت و رہنمائی کے لیے معصوم انسانوں اور بے گناہ ہستیوں اور ہر حیثیت سے باکمال بزرگوں کی ضرورت ہے اور وہ صرف انبیائے کرام ہی ہیں، صلوٰت اللہ علیہم اجمعین۔ اور عالمگیر اور دائمی نمونۂ عمل تو صرف

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے۔

انبیاء کرام۔ اخلاقِ عالیہ اور صفاتِ کاملہ کے پیکر

سب سے زیادہ ہم پر جن بزرگوں کا احسان ہے وہ انبیائے کرام ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے وقت میں اپنی اپنی قوموں کے سامنے اس زمانہ کے مناسبِ حال اخلاقِ عالیہ اور صفاتِ کاملہ کا ایک نہ ایک بلند ترین معجزانہ نمونہ پیش کیا، کسی نے صبر، کسی نے ایثار، کسی نے قربانی، کسی نے جوشِ توحید، کسی نے ولولۂ حق، کسی نے تعلیم، کسی نے عفّت، کسی نے زہد، غرض ہر ایک نے دنیا کی پُر پیچ زندگی کے راستہ میں ایک ایک مینار قائم کر دیا ہے۔ جس سے صراطِ مستقیم کا پتہ لگ سکے مگر ضرورت تھی ایک ایسے رہنما اور راہبر کی جو اس سرے سے لے کر اُس سرے تک پوری راہ کو اپنی ہدایات اور عملی مثالوں سے روشن کر دے۔ گویا ہمارے ہاتھ میں اپنی عملی زندگی کی پوری گائیڈ بک دے دے جس کو لے کر اسی کی تعلیم و ہدایت کے مطابق مسافر بے خطر منزلِ مقصود کا پتہ پا لے۔ یہ رہنما سلسلۂ انبیاء کے آخری فرد محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قرآن نے کہا۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ شَٰهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَدَاعِيًا إِلَى ٱللَّهِ بِإِذْنِهِۦ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا" - (پ ۲۲ ع ۳ - س احزاب - آیت ۴۵-۴۶)

ترجمہ: "اے پیغمبرؐ! ہم نے تجھ کو گواہی دینے والا اور نیکوں کو خوشخبری سنانے والا اور غافلوں کو ہوشیار کرنے والا اور خدا کی طرف اس کے حکم سے پکارنے والا، اور ایک روشن کرنے والا چراغ بنا کر بھیجا ہے۔"

آپؐ کی ذات اور آپ کی زندگی راستہ کی روشنی ہے جو راہ کی تاریکیوں کو کافور کر رہی ہے۔ یوں تو ہر پیغمبر خدا کا شاہد، مدعی، مبشر و نذیر وغیرہ بن کر اس دنیا میں آیا ہے۔ مگر یہ کل صفتیں سب کی زندگیوں میں عملاً یکساں نمایاں ہو کر ظاہر نہیں ہوئیں۔ بہت سے انبیاء تھے جو خصوصیت کے ساتھ شاہد ہوئے۔ جیسے حضرت اسحٰقؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت اسمٰعیلؑ وغیرہ۔ بہت سے تھے جو نمایاں طور پر مبشر بنے۔ جیسے حضرت ابراہیمؑ اور عیسیٰؑ، بہت سے تھے جن کا خاص وصف نذیر تھا۔ جیسے حضرت نوحؑ، موسیٰؑ، حضرت ہودؑ اور حضرت شعیبؑ بہت سے تھے جو امتیازی حیثیت سے داعی حق تھے۔ جیسے حضرت یوسفؑ اور حضرت یونسؑ، لیکن وہ جو شاہد، مبشر، نذیر، داعی اور سراج منیر سب کچھ بیک وقت تھا اور جس کے مرقعِ حیات میں یہ نقش و نگار عملاً نمایاں تھے وہ صرف رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ اور یہ اس لیے ہوا کہ آپؐ دنیا کے آخری پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے جس کے بعد کوئی دوسرا آنے والا نہ تھا ایسی شریعت لے کر بھیجے گئے جو کامل تھی اور جس کی تکمیل کے لیے کسی دوسرے کو آنا نہ تھا۔

آپ کی تعلیم دائمی وجود رکھنے والی تھی۔ یعنی قیامت تک اس کو زندہ رکھنا تھا۔ اس لیے آپؐ کی ذات کو مجموعۂ کمالات اور دولتِ بے زوال بنا کر بھیجا گیا۔

جو کچھ میں نے کہا یہ میرے مذہبی عقیدہ کی بنیاد پر محض کوئی دعوےٰ نہیں ہے بلکہ یہ وہ واقعہ ہے جس کی بنیاد دلائل اور شہادتوں پر قائم ہے۔

بقیہ: عبوری آئین

کے گوشوارہ اور اس کے مندرجہ اخراجات منظور ہوں گے۔

۸۶-(۱) صدر کی سفارش کے سوا کوئی ایسا بل یا ترمیم جسے قومی اسمبلی کے سامنے پیش کیا جائے کہ

(الف) اس کو قانوناً منظور کر لیا جائے اور عملدرآمد کیا جائے تو اس شکل میں اخراجات وفاقی حکومت کے محاصل کی مد سے یا دیگر رقوم کے ذریعے سے ہوتے ہوں۔

(ب) اگر اس میں ایسی دفعات ہوں جو حسب ذیل معاملات یا ان سے متعلقہ امور کے بارے میں ہوں۔

(i) کسی ٹیکس کا عائد کیا جانا، اس کا خاتمہ، اس کی معافی یا اس میں تبدیلی یا اسے ضابطے میں لانا۔

(ii) وفاقی حکومت کی طرف سے قرضے کا لینا، یا کوئی گارنٹی دینا یا وفاقی حکومت کی مالی ذمہ داریوں سے متعلق کسی قانون میں ترمیم

(iii) وفاقی متحدہ فنڈ پر کسی چارج کا عائد کیا جانا، یا کسی چارج کا خاتمہ یا اس میں تبدیلی

(iv) وفاقی متحدہ فنڈ کی تحویل، اس میں رقوم کا جمع کرانا یا اس میں سے رقوم کا نکالنا۔

(v) وفاقی حکومت کی تحویل میں رقوم کی وصولیابی یا اس میں سے رقوم کی اجرائی۔

(vi) وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت کے حسابات کا آڈٹ۔

(۲) ذیلی دفعہ (۱) کا کسی بل یا ترمیم پر محض اطلاق اس وجہ سے نہیں کیا جائے گا کہ اس میں یہ باتیں شامل ہیں۔

(i) کسی جرمانے یا کسی مالی تعزیری جرمانے کے نفاذ یا اس میں تبدیلی یا کسی لائسنس فیس کا مطالبہ یا اس کی ادائیگی یا کوئی فیس یا کسی خدمت کی بجاآوری کا چارج

(ب) کسی مقامی اتھارٹی کی جانب سے مقامی مقصد کے لئے کسی ٹیکس کا نفاذ۔ اسے ختم کیا جانا۔ اس میں چھوٹ دیئے جانا۔ اس میں کوئی تبدیلی یا اسے ضابطہ میں لائے جانا۔

(۳) وہ بل جن کا تذکرہ ذیلی دفعہ (۱) میں کیا گیا ہے۔ مالیاتی بل کہلائے گا۔

۸۷۔ وفاقی حکومت کے مقاصد کے لئے کوئی ٹیکس نہیں عائد کیا جائے گا تاوقتیکہ یہ وفاقی مقننہ کے ایکٹ کی اتھارٹی کے تحت یا اس کے ذریعہ نہ ہو۔

۸۸۔ اس سے قبل کی دفعات میں جن کا تعلق مالی امور سے ہے۔ قطع نظر قومی اسمبلی کو یہ اختیار حاصل ہو گا کہ وہ کسی مالی سال کے ایک حصہ کے اخراجات کے سلسلہ میں تخمینہ کے اخراجات کے لئے پیشگی گرانٹ منظور کر سکتی ہے لیکن اس پیشگی گرانٹ کی یہ مدت تین ماہ سے زائد نہ ہو گی جب تک کہ دفعہ ۸۳ میں درج گرانٹ کی منظوری کی کارروائی مکمل نہ ہو جائے جس میں ایسی کسی گرانٹ پر ووٹنگ کے لئے کہا گیا ہے اور یہ کہ اخراجات سے متعلق دفعہ ۸۴ کے تحت اخراجات کے شیڈول کی توثیق نہ کر دی جائے۔

(باقی آئندہ)

پیغام مسیح اور بنی اسرائیل

عیسائیت کا ایک جائزہ

محمد اسلم رانا بی اے (آنرز) جنرل سیکرٹری مرکز تحقیق مسیحیت

مسیحیوں کی کتب مقدسہ کو انگریزی میں بائبل BIBLE کہتے ہیں۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ کو عہد عتیق یا پرانا عہد نامہ کہتے ہیں یہودی اسے ہی متبرک مانتے ہیں خیال ہے کہ یہودی علماء کی ایک مجلس نے ۷۰۰ء میں یہودیوں کی قومی روایات کی حفاظت کے لئے ان کتابوں کو مستند قرار دیا تھا۔ عہد جدید یا نئے عہد نامہ یا انجیل کو کارتھیج کی تیسری کونسل نے ۳۹۷ء میں سند فضیلت بخشی تھی۔ مردود اور مستند کتب مقدسہ کے درمیان کوئی واضح حد فاصل نہیں ہے۔ اور اکثر و بیشتر کتب کے سن، مقام تحریر، اصل زبان اور مصنفین کا کوئی علم نہیں ہے۔ بائبل مقدس کا متن غیر معتبر اور مشکوک ہے کتاب "اعمال" میں مسیحی کلیسا کے پہلے ۳۵ برس کے واقعات درج ہیں۔ اس کے مصنف کا درست پتہ نہیں محض روایات و حکایات ہیں جدید تحقیقات کی روشنی میں مردود کتب اعمال مثلاً اندریاس کے اعمال۔ یوحنا کے اعمال پولس کے اعمال پطرس کے اعمال، توما کے اعمال پولس اور تھیکلا کے اعمال اور پطرس کی منادی جعلی ثابت ہوئے ہیں۔ مسیحیت میں بارہ شاگردان مسیح اور کسی ملک میں پہلے کامیاب مسیحی مبلغ کو رسول کہتے ہیں۔ بائبل میں مسیح کو یسوع بھی کہا گیا ہے۔ ہم اس موقع پر اس امر کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ خدا انبیاء شریعت اور دیگر امور و عقائد کے لحاظ سے یہ کتابیں اسلامی عقائد و نظریات سے بالکل مختلف الرائے ہیں اور مسلمانوں کو ان کے مندرجات سے ہرگز کوئی علاقہ نہیں ہے۔ جن کتابوں کو قرآن مجید میں تورات زبور، انجیل اور صحف انبیاء کہا گیا ہے یہ وہ کتابیں نہیں ہیں۔

مسیحی کتب مقدسہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے موسیٰ کو بنی اسرائیل کی رشد و ہدایت کے لئے تورات عطا کی۔ یہ شریعت فقط یہودیوں ہی کے لئے مخصوص تھی۔ موسیٰ کے بعد آنے والے تمام انبیاء اور پیغمبر بنی اسرائیل ہی کے لئے برپا ہوئے اور ان کا مشن محض یہ تھا کہ وہ یہودیوں کو احکام تورات کے پابند بنائیں۔ مسیح اس سلسلہ کا آخری نبی تھا۔ اس کو بارگاہ ایزدی سے انجیل نامی ایک خاص کتاب بھی دی گئی تھی لیکن وہ کوئی خاص قواعد اور احکام پر مشتمل نہیں تھی۔ مسیح کا مقصد یہودیت سے جدا کسی اور مذہب کا اجرا نہیں تھا بلکہ اس کا خاص الخاص مشن تورات موسوی کا احیاء تھا۔ اور صرف ان یہودیوں کو راہ راست پر لانا تھا۔ جو شریعت پر باقاعدگی اور احتیاط سے عمل پیرا نہیں تھے ہمارا مؤقف بائبل مقدس سے بالوضاحت پیش کیا جا سکتا ہے۔

مسیح کا ذاتی کردار

"پھر یسوع وہاں سے نکل کر صور اور صیدا کے علاقہ کو روانہ ہوا اور دیکھو ایک کنعانی عورت ان سرحدوں سے نکلی اور پکار کر کہنے لگی اے خداوند ابن داؤد مجھ پر رحم کر ایک بدروح میری بیٹی کو ستاتی ہے مگر اس نے اسے کچھ جواب نہ دیا اور اس کے شاگردوں نے پاس آکر اس سے یہ عرض کی کہ اسے رخصت کر دے کیونکہ وہ ہمارے پیچھے چلاتی ہے اس نے جواب میں کہا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ مگر اس نے آکر اسے سجدہ کیا اور کہا۔ اے خداوند میری مدد کر اس نے جواب میں کہا لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینا اچھا نہیں" (انجیل متی ۱۵: ۲۱-۲۶) بائبل کے مشہور و معروف پادری ڈملو اپنی تفسیر میں اس موقع پر لکھتے ہیں۔ "یہاں مسیح ایک یہودی کی حیثیت سے بات کر رہا ہے۔ علماء یہود غیر اقوام کو کتے کہا کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ جو کوئی بت پرست کے ساتھ کھانا کھاتا ہے گویا کتے کے ساتھ کھاتا ہے۔ کیونکہ کتے کی طرح بت پرست بھی ناختون ہے۔ اقوام عالم مثل کتوں کے ہیں۔ نجات کی بلاہٹ محض ہمارے ہی لئے ہے کتوں کے لئے نہیں۔ غیر اقوام کے لئے نہیں"

(A COMMENTARY ON THE HOLY BIBLE BY THE REV. J. R. DUMMELOW EDITION. 1944, P. 815)

۲۔ شاگردوں کو مسیح کا حکم

"مسیح نے بارہ شاگردوں کو بھیجا اور حکم دے کر کہا "غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی بھیڑوں کے پاس جانا... لیکن جب تم کو ایک شہر میں ستائیں تو دوسرے کو بھاگ جاؤ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم اسرائیل کے سب شہروں میں نہ پھر چکو گے کہ ابن آدم آ جائے گا" (متی ۱۰: ۵-۲۳)

مسیح کی زبانی یہ دونوں اقتباسات بڑے واضح اور صاف ہیں ان میں کسی قسم کا ابہام ہرگز نہیں کہ مسیح کا مشن فقط بنی اسرائیل کے لئے تھا ... کے اعمال اور ان کی تبلیغی مساعی سے اس نظریہ کو مزید تقویت ملتی ہے

۳۔ شاگردوں کا تعمیل حکم

(i) شاگرد سمجھتے تھے کہ بعثت مسیح کا مقصد محض یہودیوں کی نجات تھا۔ چنانچہ انہوں نے یہودیوں میں تقریر کی "اسی کو خدا نے مالک اور منجی ٹھہرا کر اپنے داہنے ہاتھ سے سربلند کیا۔ تاکہ اسرائیل کو توبہ کی توفیق اور گناہوں کی معافی بخشے" (اعمال ۵: ۳۱)

(ii) پس جو لوگ اس مصیبت سے پراگندہ ہو گئے تھے جو ستفنس کے باعث پڑی تھی وہ پھرتے پھرتے فینکے اور کپرس اور انطاکیہ میں پہنچے مگر یہودیوں کے سوا اور کسی کو کلام نہ سناتے تھے (اعمال ۱۱: ۱۹)

(iii) کتاب اعمال کے تیرھویں باب کے پہلے حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پولس بھی پہلے شاگردوں کی طرح یہودیوں ہی کو کلام سناتا تھا۔ اور ...

القدس نے انہیں اسی کام کی ہدایت کی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے "جب وہ خداوند کی عبادت کر رہے تھے اور روزے رکھ رہے تھے تو روح القدس نے کہا۔ میرے لئے برنباس اور ساؤل کو اس کام کے واسطے مخصوص کر دو جس کے واسطے میں نے ان کو بلایا ہے تب انہوں نے روزہ رکھ کر اور دعا کر کے ان پر ہاتھ رکھ کر انہیں رخصت کیا پس وہ روح القدس کے بھیجے ہوئے سلوکیہ کو گئے اور وہاں سے جہاز پر کپرس کو چلے اور سلمس میں پہنچ کر یہودیوں کے عبادت خانوں میں خدا کا کلام سنانے لگے اور یوحنا ان کا خادم تھا (اعمال ۱۳ : ۲ - ۵)

(۱۲) مسیح اور اس کے شاگردوں کے مخاطب تو یہودی ہی تھے۔ ان کے ماننے والوں کو تاریخ کلیسیا میں ایبونی فرقہ EBONITES کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ قدیم مسیحی مصنفین کی تحریروں سے ان کے بارے میں جو معلومات حاصل ہو سکی ہیں۔ ان کے مطابق یہ لوگ پرانے عہد نامہ کی تقریبات کو نہیں مانتے تھے ان کے دو بڑے بڑے فرقے تھے ایک فرقہ تقاریب کو مانتا تھا۔ دوسرا فرقہ پولس کا سخت مخالف تھا۔ وہ مسیح کو ایک پیغمبر اور شریعت کا زیادہ پابند مبلغ مانتے تھے (HISTORY OF THE CHRISTIAN CHURCH BY GEORGE PARK FISHER D.D.L.L.D EDITION: 1887 (P: 74)

ایبونائٹ ایک نامعلوم سا فرقہ تھا اور اس میں کوئی ایسا لیڈر بھی نہ تھا کہ جس کے پیرو لوگ ہو جاتے تھے۔ یہ فرقہ مدت تک یونہی چلتا رہا۔ اور آخر کار اسلام میں جذب ہو گیا (تواریخ مسیحی کلیسیا از پادری کینن ڈبلیو پی ہیرس بی اے چھاپہ ۱۹۳۹ صفحہ ۱۴۱)

(۷) لوقا ۲۴ : ۵۳ میں لکھا ہے شاگرد ہر وقت ہیکل میں حاضر ہو کر خدا کی حمد کیا کرتے تھے" یعنی مسیح کی زندگی کے دوران اور متصل بعد مسیحی یہودی ہیکل میں یہودیوں کے ساتھ ہی عبادت کیا کرتے تھے اور مسیحیت یہودیت ہی کا ایک فرقہ اور حصہ سمجھی جاتی تھی ۷۰ء میں یروشلیم کی بربادی کے بعد رفتہ رفتہ مسیحیت ایک نئے اور آزاد مذہب کی حیثیت سے مشہور ہوئی (تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو۔ تواریخ کلیسیا باب اوّل)

۸۔ یوحنا عارف کے مکاشفہ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ مسیح کی بعثت بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں سے متعلق ہی تھی چنانچہ لکھا ہے۔ اور اس کی شہر پناہ بڑی اور بلند تھی اور اسکے بارہ دروازے اور دروازوں پر بارہ فرشتے تھے۔ اور ان پر بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے نام لکھے ہوئے تھے (مکاشفہ ۲۱ : ۱۲)

غیر اقوام میں تبلیغ

اب ہم ان حالات کا مطالعہ کریں گے جن کے زیر اثر مسیحیت غیر اقوام میں پہنچی ڈاکٹر بلیکی صاحب لکھتے ہیں "رسولوں کے زمانہ میں مسیحی کلیسیا کی تاریخ دو شاخوں میں منقسم ہو جاتی ہے۔ ان میں ایک قوم یہود سے اور دوسری غیر اقوام سے وابستہ ہے۔ یہودی تاریخ کی شاخ بارہ رسولوں سے علاقہ رکھتی ہے۔ اور غیر قوموں کی تاریخ زیادہ تر پولس کی حرکات سے وابستہ ہے (تواریخ بائبل از ڈاکٹر ڈبلیو جی بلیکی ڈی ڈی ترجمہ پادری طالب الدین چھاپہ ۱۹۵۵ صفحہ ۵۲۵)

مسیح کے شاگردوں میں سے صرف پطرس نے ایک غیر یہودی کرنیلیس کو مسیحی بنایا۔ اسے دو یا تین بار اس امر کا اشارہ ہوا تھا (اعمال باب ۱۰) لیکن جیسا کہ۔ اعمال کے گیارہویں باب سے معلوم ہوتا ہے۔ پطرس کی اس فعل کی سخت مذمت ہوئی۔ اس حقیقت کے باوجود غیر اقوام میں کلام سنانے کا بانی پولوس کو ہی سمجھا جاتا ہے۔ مسیحیت میں اس اصول کی بنیاد اسی نے رکھی تھی پولوس ایک رومی یہودی تھا۔ مسیحیوں کو بہت ستایا کرتا ۳۷ء میں اس نے مسیحیت قبول کی اور ایک سرگرم مسیحی مبلغ بن گیا۔ مسیحیوں میں اسے "غیر قوموں کا رسول" بھی کہا جاتا ہے۔ کتاب اعمال کے تیرہویں باب کے مطابق غیر اقوام میں کلام سنانے کی وجہ یہ بنی کہ یہودیوں نے مسیحی رسولوں کی سخت مخالفت کی چنانچہ لکھا ہے۔ "دوسرے سبت کو تقریباً سارا شہر خدا کا کلام سننے کو اکٹھا ہوا مگر یہودی اتنی بھیڑ دیکھ کر حسد سے بھر گئے۔ اور پولس کی باتوں کی مخالفت کرنے اور کفر بکنے لگے۔ پولس اور برنباس دلیر ہو کر کہنے لگے کہ ضرور تھا کہ خدا کا کلام پہلے تمہیں سنایا جائے۔ لیکن چونکہ تم اس کو رد کرتے ہو۔ اور اپنے آپ کو ہمیشہ کی زندگی کے ناقابل ٹھہراتے ہو تو دیکھو ہم غیر قوموں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں (اعمال ۱۳ : ۴۴ - ۴۶) اعمال ۱۳ : ۶ سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ پولس یہودیوں کی مخالفت اور کفر بکنے سے تنگ آ گیا" تو اس نے اپنے کپڑے جھاڑ کر ان سے کہا تمہارا خون تمہاری ہی گردن پر میں پاک ہوں اب سے غیر قوموں کی طرف جاؤں گا"۔ یعنی پولس نے غیر اقوام میں تبلیغ مسیحیت کی وجہ بالوضاحت بتائی کہ چونکہ وہ مسیح کو نہیں مانتے تھے۔ اس لئے اس (پولس) نے آئندہ یہودیوں میں کلام نہ سنانے کا اعلان کیا۔ روما میں پولس نے رؤسائے یہود کو صاف صاف کہہ دیا پس تم کو معلوم ہو کہ خدا کی اس نجات کا پیغام غیر قوموں کے پاس بھیجا گیا ہے۔ اور وہ اسے سن بھی لیں گی۔ (اعمال ۲۸ : ۲۸)

کتاب اعمال کے دیباچہ میں پادری "ڈبلو لکھتے ہیں "کتاب اعمال مقدس پولوس کا صحیح مذہبی نقطہ نظر پیش کرتی ہے۔ اس کا مضمون کہ کس طرح مسیحیت ایک یہودی فرقہ سے عالمگیر مذہب کی حیثیت سے پھیل گئی۔ درحقیقت مقدس پولوس کے دماغ کی اختراع ہے۔ اس نے اس کے حصول کے لئے تمام بندھن توڑ ڈالے۔ اور تیس برس تک تمام ذہنی اور جسمانی قویٰ اس کام پر مرکوز کئے رکھے۔ ساری کتاب پہلے باب کے آٹھویں فقرہ "تم یروشلیم اور سامریہ اور زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہو گے" کی تشریح ہے ہمارے خداوند نے جی اٹھنے کے بعد یہ الفاظ سکھوں اور غفلت شعاروں (DULL AND INATTENTIVE) کو کہے۔ شروع میں بارہ شاگردوں نے محسوس کیا کہ ان کا پیغام صرف اسرائیل کے گھرانے تک ہی محدود ہے غیر اقوام کو مسیحی بنانے کے لئے خاص مکاشفہ کی ضرورت تھی۔ چنانچہ متامل پطرس کو کرنیلیس کو مسیحی بنانے پر آمادہ کرنے کے لئے تین بار مکاشفہ ہوا۔ ان ضروری اقدامات کے بعد بھی بارہ شاگرد اغیار میں اس جارحیت کے اجرا کے لئے اس قدر تردد میں تھے کہ کلیسا کے خدا نے غیر اقوام کی طرفداری اور فراخدلانہ پالیسی کی خاطر ایک تیرھواں رسول مقرر کیا۔ اس "منتخب ہستی" کو ایک خاص معجزہ کے ذریعے مسیحی بنایا گیا۔ اور اسے بارہ شاگردوں کے علاوہ ایک ممتاز مقام بخشا گیا اس نے

(باقی ص ۱۸ پر)

شانِ اصحابِ رسولؐ

افضلیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات کی روشنی میں

پروفیسر حافظ عبدالمجید

اس مضمون کی پہلی قسط میں صحبتِ رسولؐ اور صحابہؓ کی فضیلت کے متعلق حضرت مجددؒ کے ارشادات پیش کیے جا چکے ہیں۔ اس قسط میں افضلیتِ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے متعلق حضرت مجددؒ کے ارشادات نقل کیے جاتے ہیں۔

افضلیتِ صدیق اکبرؓ اہل السنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام صحابہؓ کرام میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ، پھر حضرت عثمانؓ اور پھر حضرت علیؓ۔ حضرت مجددؒ نے اہل السنت والجماعت کے اس عقیدہ کو اپنے مکتوبات میں بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"حضرت خاتم الرسل کے بعد امام برحق اور خلیفہ مطلق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور ان حضرات کی افضلیت بھی ان کی خلافت کی ترتیب پر ہے حضرات شیخین کی افضلیت صحابہ و تابعین کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے۔ چنانچہ اس کو ائمہ بزرگوار کی ایک بڑی جماعت نے نقل کیا ہے۔ جن میں ایک حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ شیخ ابوالحسن اشعری جو اہل السنت کے رئیس ہیں فرماتے ہیں کہ شیخین کی افضلیت باقی امت پر قطعی ہے۔ سوائے جاہل یا متعصب کے اس کا کوئی انکار نہیں کرتا۔ حضرت امیر کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں کہ جو کوئی مجھے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر فضیلت دے وہ مفتری ہے۔ میں اس کو اسی طرح کوڑوں کی سزا دلواؤں گا جس طرح کہ افترا کرنے والوں کو سزا دی جاتی ہے۔ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں اور ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے عروج واقع ہوا میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میرے بعد میرا خلیفہ علیؓ ہو۔ فرشتوں نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم)، جو کچھ خدا چاہے گا وہی ہو گا تیرے بعد خلیفہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے۔ نیز حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے باہر نہیں گئے جب تک میرے ساتھ عہد نہ کر لیا کہ میرے مرنے کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے۔ بعد ازاں عمرؓ، بعد ازاں عثمانؓ اور بعد ازاں تو خلیفہ ہو گا۔"

(مکتوبات دفتر دوم مکتوب ۶۷)

حقائق کا ثبوت حضرت مجددؒ کے اس مکتوب سے مندرجہ ذیل حقائق ثابت ہوتے ہیں:۔

۱۔ چاروں خلفاء یعنی حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ برحق ہیں۔

۲۔ خلفاء اربعہ کی افضلیت ان کی خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے یعنی سب سے افضل حضرت ابوبکرؓ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمرؓ ان کے بعد حضرت عثمانؓ اور ان کے بعد حضرت علیؓ۔

۳۔ حضرت ابوبکرؓ کی افضلیت پر تمام صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے تمام بڑے ائمہ حضرت ابوبکرؓ کی افضلیت کے قائل تھے مثلاً حضرت امام شافعیؒ، حضرت شیخ ابوالحسن اشعری۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہ

۴۔ حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ جو مجھے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر فضیلت دے وہ مفتری ہے اور میں اس کو کوڑوں کی سزا دوں گا۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کا حکم اور فیصلہ یہی تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر خلیفہ بنیں گے۔

۶۔ وفات سے پہلے حضورؐ نے حضرت علیؓ کو بتا دیا تھا کہ میرے بعد ابوبکرؓ خلیفہ ہوں گے، پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ

ایک اور مکتوب میں حضرت مجددؒ نے صدیق اکبرؓ کی افضلیت کو اس طرح اجاگر کیا ہے:۔

"حضرت صدیق اکبرؓ نص قرآنی کے بموجب اس امت میں سب سے بڑھ کر متقی اور اتقیٰ ہیں کیونکہ حضرت ابن عباسؓ اور دوسرے مفسرین کا اجماع ہے اس امر پر کہ آیت کریمہ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی اور اتقیٰ سے مراد حضرت صدیق ہیں۔ پس جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس خیر الامم کا اتقیٰ فرمایا ہے تو پھر خیال کرنا چاہیے کہ اس کی تکفیر، تفسیق اور تضلیل یعنی کافر، فاسق اور گمراہ کہنا کس قدر برا ہے۔ امام فخرالدین رازیؒ نے اسی آیت سے صدیق اکبرؓ کی افضلیت پر استدلال کیا ہے کیونکہ آیت کریمہ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ شخص ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہو"،

کے مطابق اس امت میں سب سے زیادہ بزرگ جس کی طرف خطاب کیا گیا ہے۔ حق تعالےٰ کے نزدیک اس امت کا اتقیٰ ہے۔ جب حضرت صدیقؓ سابقہ نص قرآنی کے بموجب اس امت کے اتقیٰ ہیں تو چاہیے کہ نص لاحق کے موافق اس امت کے اتقیٰ ہیں تو چاہیے کہ نص لاحق کے موافق اس امت کے بزرگ تر بھی وہی ہوں۔ اور اکابر آئمہ سلف نے جن میں سے ایک امام شافعیؒ ہیں حضرات شیخین کی افضلیت پر صحابہؓ و تابعین کا اجماع ثابت کیا ہے اور حضرت امیرؓ نے بھی حضرات شیخین کی افضلیت کا حکم کیا ہے۔ امام ذہبیؒ نے جو بزرگ محدثین میں سے ہیں فرمایا ہے کہ اس نقل کو اسی سے زیادہ آدمیوں نے حضرت امیرؓ سے روایت کیا ہے اور عبدالرزاق نے جو اکابر شیعہ میں سے ہے۔ اس نقل کے مطابق حضرات شیخینؓ کی افضلیت کا حکم دیا ہے اور اس عبارت میں بیان کیا ہے۔ اُفَضِّلُ الشَّیْخَیْنِ بِتَفْضِیْلِ عَلِیٍّ اِیَّاھُمَا عَلٰی نَفْسِہٖ وَاِلَّا لَمَا فَضَّلْتُھُمَا کَفٰی بِیْ وِزْرًا اَنْ اُحِبَّہٗ ثُمَّ اُخَالِفَہٗ (میں شیخینؓ کو اس لیے افضل جانتا ہوں کہ خود حضرت علیؓ نے ان کو اپنے آپ پر فضیلت دی ہے۔ ورنہ میں ان دونوں کو فضیلت نہ دیتا۔ مجھے اتنا ہی گناہ کافی ہے کہ میں حضرت علی سے محبت رکھوں پھر بھی ان کی مخالفت کروں)

پس وہ لوگ جو کتاب سنت اجماع اور حضرت امیرؓ کے اعتراف و اقرار کے موافق اس خیرالامم میں سے افضل ہوں۔ ان کی اہانت و حقارت کرنا کون سا انصاف اور کون سی دیانت ہے اور اس میں کون سی بہتری اور خیریت ہے۔" (مکتوبات دفتر سوم مکتوب ۲۴)

قرآن مجید اور صدیق اکبرؓ

اس مکتوب کا خلاصہ یہ ہے:-

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور دوسرے مفسرین کا اجماع ہے کہ قرآن میں حضرت صدیق کو اتقیٰ کے لفظ سے پکارا گیا ہے۔

۲۔ اور قرآن کی رو سے افضل وہی ہے جو اتقیٰ ہو۔

۳۔ اس لیے نص قرآنی کی رو سے صدیقؓ امت میں سب سے افضل ہوا۔

۴۔ امام شافعی اور دوسرے اکابر نے یہ ثابت کیا ہے کہ صدیق اکبرؓ کی افضلیت پر تمام صحابہ و تابعین کا اجماع ہے۔

۵۔ امام ذہبیؒ نے اسی سے زیادہ آدمیوں کے ذریعہ حضرت علیؓ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ حضرات شیخینؓ اس امت میں سب سے افضل ہیں

۶۔ عبدالرزاق شیعہ کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ حضرت علیؓ شیخین کو افضل سمجھتے تھے اور اسے حضرات شیخین کی افضلیت کا اقرار کرنا پڑا اور یہ کہنا پڑا کہ جب میں حضرت علیؓ سے محبت کرتا ہوں تو میرے لیے ضروری ہے کہ میں اس بات

میں بھی ان کی مخالفت نہ کروں۔

اسی مکتوب میں حضرت مجدد" حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے خلیفہ برحق ہونے پر دلائل دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اگر حضرت صدیق رضؓ میں کفر و گمراہی کا احتمال متصور ہوتا تو اصحاب پیغمبرؐ باوجود اس قدر عادل اور زیادہ ہونے کے ان کو پیغمبرؐ کا جانشین نہ بناتے۔ حضرت صدیق رضؓ کی تکذیب میں اس خیرالقرون کے تینتیس ہزار اصحاب کی تکذیب ہے اس بات کو ادنیٰ آدمی بھی پسند نہیں کرتا۔ جب اس زمانہ تینتیس ہزار آدمی باطل پر جمع ہوں اور گمراہ اور گمراہ کنندہ کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین بنا دیں تو اس زمانہ میں کون سی بہتری اور اچھائی باقی رہ سکتی ہے۔ حق تعالیٰ ان لوگوں کو انصاف دے کہ اپنی زبان کو بزرگان دین پر طعن و تشنیع کرنے سے بند رکھیں اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے حقوق کو پیش نظر رکھیں۔

صحابہؓ کو طعن کا نشانہ نہ بناؤ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

اَللهَ اللهَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِیْ مَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَ مَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ (میرے صحابہ رضؓ کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ میرے بعد ان کو نشانہ نہ بناؤ۔ جس نے ان سے محبت رکھی۔ اس نے میری محبت کے باعث ان کو دوست رکھا اور جس نے ان سے بغض رکھا۔ اس نے میرے ہی بغض کے باعث ان سے بغض رکھا) اس سے زیادہ کیا لکھا جائے۔ کیونکہ حضرت صدیق رضؓ جن کی مدح میں قرآن مجید بھرا ہوا ہے اور سورہ والیل کی تین آیتیں خاص انہی کے فضائل میں نازل ہوئی ہیں اور

نعتِ رسولؐ

ظہیر صدیقی

صبحِ بہار گلشنِ ایماں تمہی تو ہو
روحِ نشاط جانِ بہاراں تمہی تو ہو

رنگ و لطافتِ گلِ خنداں تمہی تو ہو
روحِ بہار جانِ گلستاں تمہی تو ہو

اک آئینہ ہو رونقِ بزمِ خیال کا
افسانۂ جمال کا عنواں تمہی تو ہو

تخلیقِ کائنات کا باعث تمہاری ذات
وجہِ نمودِ عظمتِ انساں تمہی تو ہو

ابرِ کرم متاعِ سکوں دولتِ طرب!
آئینہ دارِ رحمتِ یزداں تمہی تو ہو

ماہ و نجوم ہی پہ نہیں کوئی منحصر
ساری خدائی جس پہ ہے نازاں تمہی تو ہو

انسانیت کے دُکھ کا مداوا تمہاری ذات
تم آشنائے قلبِ پریشاں تمہی تو ہو

خیرالبشر بھی تم ہی ہو فوق البشر بھی تم
فخرِ حیات نازشِ دوراں تمہی تو ہو

کیوں ہو نہ مجھ کو درد کی پیکاں کی آرزو
تسکینِ درد مرہمِ پیکاں تمہی تو ہو

تصویرِ آرزو میں بھرا ہے تمہیں نے رنگ
ہر گوشۂ خیال میں پنہاں تمہی تو ہو

اسلام کے لیے تھے تمہی صبحِ اوّلیں
معیارِ دین و مظہرِ ایماں تمہی تو ہو

کافور ابرِ عصیاں ہوں از بہرِ تو کرم
شمعِ امیدِ عصیاں خصالاں تمہی تو ہو

کیونکر نہ ہو تمہارا بھلا مدح خواں ظہیر
حسنِ خیال جلوۂ امکاں تمہی تو ہو

بے شمار و بے حساب صحیح حدیثیں ان کے فضائل و کمالات میں مروی ہیں اور گزشتہ انبیاء علیہم السلام کی کتابوں میں ان کے بلکہ تمام صحابہ کے اوصاف و شمائل کا ذکر آیا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے:
مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ (ان کی تعریف توراۃ میں بھی ہے اور انجیل میں بھی ہے اور انجیل میں بھی)

اور تمام امتوں میں اس بہتر امت کے سردار اور رئیس بھی وہی ہیں۔ جب ان کو کافر اور گمراہ کہا جائے تو پھر اوروں کا کیا حال ہے؟
(مکتوبات دفتر سوم مکتوب ۲۴)

حضرت مجددؒ کے نزدیک جو شخص حضرات شیخین کی تقدیم و تفضیل کا قائل نہیں ہے وہ اہل السنت سے خارج ہے۔ فرماتے ہیں :-

"اگر شیخین رضؓ کی تقدیم و تفضیل میں متوقف ہے تو طریق اہل السنت کے مخالف ہے اور اگر حضرات ختنین (حضرت عثمانؓ و حضرت علی رضؓ کی محبت میں متردد ہے تو بھی اہل حق سے خارج ہے۔"
(مکتوبات دفتر دوم مکتوب ۱۵)

بقیہ : درسِ عبرت

کو مہذب اور متمدن بنانے میں بہر حال انہی کی قائم کی ہوئی روایات کام آئیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جو یورپ صفائی پاکیزگی اور طہارت کو گناہ اور معصیت تصور کرتا تھا بالآخر ایک سعادت مند شاگرد کی طرح اُس نے ذوق و شوق کے ساتھ کچھ عرصے کے بعد یہ چیزیں اپنا لیں اور اس طرح اپنائیں کہ شاگرد نے استاد کا اور اُستاد نے شاگرد کا قلم حاصل کر لیا۔

آج اس بات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ جس قوم نے دنیا کو صفائی اور پاکیزگی کا درس دیا تھا۔ اسے بتایا جائے کہ اپنے دیئے سبق کو وہ خود پڑھے اور اس پر عمل پیرا ہو۔ اپنے گھروں کو صاف رکھے اپنے محلوں کو صاف رکھے۔ اپنی گلیوں اور چوراہوں میں گندگی نہ پھیلنے دے۔ کیا یہ عبرت اور حیرت و افسوس کا مقام نہیں ہے؟

بقیہ: پیغام مسیحؑ اور اسرائیل

تمام پرانے تعصبات کو بالائے طاق رکھ دیا جو ابھی تک اصلی شاگردوں کے لئے سدِ راہ بنے ہوئے تھے اور غیر اقوام میں ترقی پذیر کلیسائیں قائم کیں جن میں شریعت کا نفاذ نہیں تھا۔ پادری ڈملوک واٗے میں کتاب لکھنے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ غیر اقوام میں تبلیغ مسیحیت کی راہ نکالی جائے۔
(تفسیر بائیبل صفحہ ۸۱۳)

(باقی آئندہ)

ماہانہ درس قرآن مجید

مورخہ ۳۰ جون ۱۹۷۲ء مطابق ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ بعد نماز عشا جامع مسجد رحمانیہ (زیر سرپرستی حضرت مولانا محمد عبید اللہ انور امیر انجمن خدام الدین لاہور) بالمقابل لکڑ منڈی پرانا دھرم پورہ (مصطفےٰ آباد) لاہور میں حضرت مولانا غلام فرید شیرانوالہ دروازہ لاہور۔ حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب باغبانپورہ۔ علامہ فقیر حسین ڈبل ایم اے درس قرآن مجید دیں گے

محمد ابراہیم خطیب مسجد رحمانیہ مصطفےٰ آباد

بقیہ : شذرہ

صوبائی کابینہ نے وزراء اور دوسرے اعلیٰ حکام کی تنخواہیں کم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اس فیصلہ کے مطابق صوبہ سرحد میں وزیر اعلیٰ اور کابینہ کے دوسرے وزراء پندرہ سو روپے ماہوار اور سپیکر اور ڈپٹی سپیکر ایک ہزار روپے ماہانہ تنخواہ وصول کر سکیں گے۔

مولانا مفتی محمود صاحب صوبہ سرحد میں انقلاب انگیز اقدامات کر رہے ہیں۔ شراب کی بندش اور جہیز پر پابندی عائد کرنے کے ساتھ ساتھ موجودہ اقتصادی بحران سے نمٹنے کے لیے پہلے اعلیٰ افسروں اور وزراء کی تنخواہوں میں کمی اور اعتدال پیدا کرنے کے لیے مؤثر اقدام اٹھانے کا اعلان کیا ہے اور پھر یکے بعد دیگرے اصلاحی اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالےٰ حضرت مفتی صاحب کو خدمت کے بیشتر مواقع فراہم کرے اور اپنی نصرت و امداد شامل حال رکھے انشاء اللہ وہ اپنے صوبہ کو اخلاقی تعلیمی، معاشرتی اور اقتصادی اعتبار سے پورے پاکستان کا ایک مثالی صوبہ بنانے کی شاندار روایت قائم کریں گے۔

مولانا اشرف ہمدانی کا نیا پتہ

حضرت مولانا محمد اشرف ہمدانی صاحب محکمہ اوقاف کے خطیب کی حیثیت سے جامع مسجد دھوبی گھاٹ لائلپور میں متعین ہو گئے ہیں احباب ان سے لائلپور کے پتہ پر خط و کتابت کریں۔

دعائے صحت

میری صحت ایک عرصہ سے خراب رہتی ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ اس عاجز کے لیے ضرور دعا کرتے رہیں۔

عبدالرزاق
تبلیغی جماعت ساہیوال

بچوں کا صفحہ

ایثار

جناب محمد شفیع عمرالدین صاحب

حدیث شریف میں آیا ہے:
لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبُّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ (مشارق الانوار صـ ۴۴۴۔ بخاری شریف و مسلم شریف)

ترجمہ: کوئی بندہ اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے (مسلمان) بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنی ذات کے لیے پسند کرتا ہے۔

اس حدیث پاک سے ہمیں ایثار کا بہت سبق ملتا ہے۔ ایثار یہ ہے کہ ایک چیز کی ہمیں ضرورت ہے اسی چیز کا دوسرا بھی ضرورتمند ہے ہم اپنی ضرورت کو روک لیتے ہیں اور دوسرے کو وہ چیز دے دیتے ہیں۔ ہم نے اپنی غرض کو دوسرے کی ضرورت کی خاطر قربان کر دیا۔ یہ ایثار ہے۔

ہم مسلمانوں کے پاس علمی سرمایہ بہت بڑا ہے۔ ایثار کی مثالیں ہمارے پاس بے شمار ہیں۔ جن کو ہمیں دھیان میں رکھنا چاہیے۔ یرموک کی جنگ کا مشہور واقعہ ہے۔ حضرت حذیفہ العدوی رض اپنے زخمی بھائی کی تلاش میدانِ جنگ میں کرتے ہیں۔ اس کی پیاس بجھانے کے لیے پانی ساتھ ہے۔ جویندہ یابندہ جو تلاش کرتا ہے وہ اپنے مقصد کو پا لیتا ہے۔ جب زخمی بھائی مل گیا تو اس کو پانی پیش کیا ابھی اس نے پانی پیا نہ تھا کہ دوسرے زخمی کی آہ کی آواز کانوں میں پڑی۔ زخمی نے فوراً بھائی کو اشارہ کیا کہ پانی پہلے اس کو پلاؤ۔ یہ اس کے قریب گئے پہچانا تو حضرت ہشام بن العاص رض تھے۔ اُن کی خدمت میں پانی کا پیالہ پیش کیا۔ قبل اس کے وہ پئیں تیسرے زخمی کی صدا کانوں میں پہنچی حضرت ہشام رض نے فوراً کہا پہلے ان کو پلاؤ۔ یہ پانی لے کر ان کی خدمت میں پہنچے۔ دیکھا تو وہ دم توڑ چکے ہیں۔ لوٹ کر حضرت ہشام رض کے قریب آئے تو دیکھا کہ وہ بھی جنت کو سدھار چکے ہیں لوٹ کر بھائی کے پاس آئے کہ ان کی ہی پیاس اب بجھائی جائے مگر دیکھا کہ ان کا بھی وصال ہو چکا ہے (ماخذ رحمۃ للعالمین جلد سوم فصل ۷۔ اسلام ہی بانیٔ اخوت ہے)

ایثار کی اس قدر بلند مثال اسلام کے سوا کون پیش کر سکتا ہے

بزرگانِ دین بھی ایثار کی زندہ تصویر ہوتے ہیں۔ وہ تو اس حد تک اس میں ترقی کر جاتے ہیں کہ جانوروں کی ضروریات کو اپنی ضروریات سے مقدم جانتے ہیں۔ حضرت ابو حامد دوستاں رحمۃ اللہ علیہ ایک بلندپایہ بزرگ گزرے ہیں ایک دن آپ مرو کی ایک دکان پر بیٹھے تھے۔ آپ کو ایک سقے نے پانی دیا۔ آپ نے کچھ وقت پانی ہاتھ میں لیے رکھا۔ سقے نے پوچھا کہ حضرت! کیوں نہیں پیتے؟

جواب دیا کہ ایک مکھی پانی پی رہی ہے اور میں صبر کر رہا ہوں۔ جب تک وہ پانی پی چکے کیونکہ اللہ کی دوستی کا دم بھرنے والے دوسری مخلوق کو تکلیف دے کر کچھ نہیں کھاتے۔

(نفحات الانس حضرت جامیؒ)

اب آؤ ذرا ہم اپنے ماحول کا جائزہ لیں۔ گاڑی میں سوار ہوتے وقت دھکے پر دھکے دیے جا رہے ہیں۔ اترتے وقت دوسروں کو کچلا جا رہا ہے۔ ٹکٹ خریدتے وقت خاصی کشتی لڑی جاتی ہے۔ اگر ڈاکخانہ میں کاروبار کی غرض سے جانا ہو تو وہاں بھی اسی طرح کے واقعات نظر آئیں گے ـــــ اگر شفاخانے میں دوائی لینے جاؤ گے تو ادھر بھی ایثار کرنے والا کوئی شاذ و نادر ہی پاؤ گے۔ بازار میں سودا لینے جائیے۔ اگر دُکان پر بھیڑ ہو تو ہر ایک کو اسی دُھن میں دیکھو گے کہ پہلے وہ سودا خرید سکے۔ یہ تفصیل بڑی لمبی ہے کہاں تک گنتا جاؤں۔ حضرت مولانا حالی رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا ہے ؎

اگر بھولتے ہم نہ قولِ پیمبر
کہ ہیں سب مسلماں باہم برادر
برادر ہے جب تک برادر کا یاور
معین اس کا خود ہے رب داد و داور
تو آتی نہ بیڑے پہ اپنے تباہی
فقیری میں بھی کرتے ہم بادشاہی

پیارے بچو! اپنے بزرگوں کی مثالوں کو خوب یاد کر کے خود کو ایثار کے عادی بناؤ۔ اللہ کے حضور میں بڑی عزت پاؤ گے دنیا بھی تمہیں عزیز جانے گی۔



★ ہادی اتمامِ حجت کے لیے آتے رہیں گے تاکہ قیامت کے روز لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ اے خداوند تعالیٰ! آپ نے ہمیں راہِ راست دکھائی ہم تیرے حکم کی تعمیل کرتے

★ ہادی کی آواز پر اگر آپ لبیک نہیں کہہ سکتے تو خدا را تکذیب تو نہ کیجیے۔

★ خدا تعالیٰ شرک سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے

★ غیر اللہ کو سجدے کرنا، اُن سے مرادیں مانگنا، اُن کی قبروں پر چڑھاوے چڑھانا یا مصیبت کے وقت ان کی امداد طلب کرنا بھی شرک ہے۔

★ بیماری انسان کے لیے تنبیہ ہے۔

(فرمودات حضرت شیخ التفسیرؒ)

ٹیلیفون نمبر
۶۷۵۴۵

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل نمبر
۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم: (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۹۲۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۴۳۶-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۹/۹/۶۹۷-۲-۹ ۵۵ مورخہ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۰-۵۲۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

درسِ عبرت

حکیم محمد سعید دھلوی

مسلمانوں نے آٹھ سو سال تک اسپین پر شان و شوکت کے ساتھ حکومت کی۔ پھر اُن کا ستارہ گردش میں آیا خانہ جنگی اور جنگِ تخت نشینی نے انہیں کمزور کر دیا۔ جوان سے لگتے تھے۔ وہ اُن پر حملہ کرنے لگے جو اُن کا نام سُن کر سہم جاتے تھے وہ انہیں جلا وطن کرنے کی اسکیمیں بنانے لگے اُن کی ہیبت و سطوت سے لرزہ براندام رہتے تھے۔ اُن کے منصوبے یہ تھے۔ کہ زمام حکومت اُن سے چھین لیں۔ حالات چونکہ منصوبہ ناسازگار ہو چکے تھے۔ مسلمانوں کو حکومت سے بھی دستکش ہونا پڑا اور جلا وطن ہونے پر بھی مجبور ہو گئے۔

اندلس یعنی اسپین سے جب مسلمان نکل گئے ان "اجنبی حکمرانوں" کے آثار و باقیات مٹانے اور برباد کرنے کی تیاریاں شروع کی گئیں۔ نئے ملکی حکمرانوں کو یہ ارادہ تھا۔ کہ مسلمانوں کی کوئی یادگار باقی رہ جائے یا تو وہ اُسے منہدم کر دینا چاہتے تھے۔ یا اس کی صورت بگاڑ دینا چاہتے تھے۔ چنانچہ سب سے پہلا جارحانہ حملہ جس چیز پر کیا گیا وہ حمام تھے مسلمانوں نے اپنے اس زیرِنگیں ملک میں ہزاروں اعلیٰ درجہ کے حمام بنوائے تھے۔ اس لیے کہ پاکیزگی اور صفائی انہیں مرغوب تھی۔ ان کے مزاج میں رچی بسی ہوئی تھی۔ انہوں نے یہ تحفہ جو صحت و تندرستی کا ضامن تھا۔ ان لوگوں کو عطا کیا تھا جو صفائی پاکیزگی اور طہارت کو بدترین اور ناقابلِ معافی خیال کرتے تھے۔ بھلا گناہ اور معصیت کے ان اڈوں کو وہ کیوں کر باقی رکھ سکتے تھے! انہوں نے تیشے چلائے اور ان یادگاروں کو خاک میں ملا دیا۔

اور بہت خوش ہوئے۔ ان کافر مسلمانوں نے غسل و طہارت کا جو چلن ڈال دیا تھا۔ اُس سے نجات ملی۔

اٹلی کے ایک نزہت افزا صوبے پر جو سسلی کے نام سے اب بھی موجود ہے۔ مسلمانوں نے صدیوں تک حکومت کی یہاں کی غیر مسلم رعایا کو بھی انہوں نے حسبِ معمول اور حسبِ عادت بہت سے تحفے دیئے تہذیب تمدن معاشرت ہر چیز جو وہ اپنے ساتھ لائے تھے بڑی فیاضی اور دریادلی کے ساتھ اپنی رعایا میں تقسیم کر دی تھی۔ اس سرزمین پر انہوں نے حمام بنائے۔ فوارے پارک، سبزہ زار اور نزہت گاہوں کی داغ بیل ڈالی۔

یہاں بھی ان کا ستارہ گردش میں آیا۔ خانہ جنگی اور جنگِ تخت نشینی نے یہاں بھی انہیں ایک زوال آمادہ قوم بنا دیا اور آخرکار یہاں سے بھی انہیں نکلنا پڑا۔ یہاں بھی ان کے آثار و نقوش مٹائے گئے۔ اور اُن کے عظیم تخلیقی اور تعمیری کارناموں کو نسیاً منسیاً کر دیا گیا۔

لیکن وہ اسپین ہو یا سسلی وقتی اور ہنگامی جوش کے تحت ان کی یادگاروں اور کارناموں کے ساتھ خواہ کیسی ہی بدسلوکی روا رکھی گئی ہو لیکن اُن کے ڈالے ہوئے بیج فصل لائے۔ یورپ کے ظلمت خانے میں مسلمان علم کی شمع لے کر آئے۔ اور اسے منور کر دیا۔ یورپ کے تہذیب ناآشنا اور تمدن بیزار خطے

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا